وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ

اس سے بڑھکر ظالم کون جسنے خدا پر افترا کیا یا یہ کہا کہ مجھپر وحی کیگئی حالانکہ اُس پر کچھ بھی وحی نہیں کیگئی

الحمد للہ کہ رسالہ

عبرت خیز

(یعنی)

(صحیفۂ رحمانیہ نمبر ۸ و ۹)

جسمیں

خدائیتعالی کی عبرت خیز قدرت کا یہ نمونہ دکھایا گیا ہی کہ بعض نہایت مفسد اور خلق کو گمراہ کرنیوالے دنیا میں بہت کچھ کامیاب ہوئے اور بعض انبیا اور برگزیدہ خدا اپنے دشمنوں کے ہاتھ سے شہید کردیئے گئے اور بعض پر نہایت مصیبتیں آئیں، مرزا غلام احمد صاحب جو اپنی تھوڑی کامیابی کو اپنی صداقت کی دلیل قرار دیتے تھے اُس کا غلط ہونا نہایت روشن ہوگیا اور یہ بیان اُن کے جھوٹے ہونیکی ایک دلیل تھی یہ رسالہ حضرت اقدس مولٰنا سید ابو احمد رحمانی کی افادات کاملہ سے ہے جن کی ذات سے اس صدی کے شروع میں قدیم مسیحوں کے جواب میں لاجواب رسالے پیغام محمدی و دفع التلبیسات وغیرہ مشتہر ہوئے اور اسوقت جدید مسیحوں کے فریب سے بچانے کیلئے نہایت نادر الوجود رسائل تحریر فرماکر لاکھوں مسلمانوں کو گمراہی سی بچایا اور اُنکے ایمان کو محفوظ رکھا،

متع اللہ المسلمین بطول بقائہ و غمسنا فی فیوضاتہ

حسب فرمائش عالی ہمت میاں محمد موسیٰ صاحب سیٹھ تاجر مونگیری

مطبع رحمانیہ مونگیر میں منشی سراج الدین کے اہتمام سے چھپا

روشن خیالی کا اثر

اس وقت کی بے دینی اور روشن خیالی کا ایسا خطرناک اثر ہو رہا ہے جس سے اہل علم دردمند اسلام نہایت پریشان اور افسردہ ہیں ہر شخص اپنی راے کو مذہب اور دردمندی خیال کر رہا ہے اور راے وہ ہے جو مخالفین اسلام کی صحبت کے اثر اور اون کے علوم فلسفیہ کی ظلمت سے نہایت تاریک و مکدر ہو رہی ہے مگر افسوس ہے کہ اوسے روشن خیالی سمجھا جاتا ہے۔ لندن میں اشاعت اسلام کی خیالی کوششیں ہو رہی ہیں مگر جہاں کروڑوں مسلمان ہیں اونہیں اسلام پر قایم رہنے اور وہاں اسلام کی اشاعت کا خیال نہیں کہ تھوڑے عرف میں بہت کچھ فائدہ ہو سکتا ہے۔ ہزاری باغ میں بہت مسلمان کرسٹان بنائے جاتے ہیں وہاں ایک نوجوان طالبعلم نے اون کے سنبھالنے کے لئے ایک انجمن قایم کی ہے مسلمان اوس میں ہیں۔ دکریں جو کلمہ گو کہلاکر حقیقی اسلام سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں اونکی حالت سے واقفیت پیدا کرنا چاہئے اس لئے یہ صحیفہ جاری کیا گیا ہے اگر تم اس کی طرف توجہ کروگے تو تمھیں۔ پادریوں۔ آریوں۔ اور مرزائیوں کے فتنہ سے پناہ ملے گی اگر مشیت الٰہی ہے۔ بھائیو اپنے انجام پر نظر کرو۔ اور متوجہ ہو جاؤ اور اپنے سچے خیرخواہ کی آواز کو سنو ورنہ پچھتاؤگے۔

وما علینا الا البلاغ

المبلغ

خاکسار ابو احمد رحمانی

آثار قیامت کے نمونے

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت اشرار الناس پر قائم ہوگی جس کا ظہور اس زمانہ میں بخوبی ہو رہا ہے، اہل نظر عبرت کی نگاہ سے واقعات حال پر نظر ڈالیں کہ قرآن مجید کی نصوص قطعیہ اور احادیث صحیحہ نے قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا جس سے معلوم ہوا کہ تشریعی اور غیر تشریعی ظلی اور بروزی ہر ایک قسم کی نبوت کا ہمیشہ کیواسطے خاتمہ ہو گیا، اور حضور صلعم کے بعد اللہ جلشانہ نے اپنی تمام مخلوق پر قیامت تک کیلئے رسالت و نبوت کو بند کر دیا، مگر افسوس کہ باوجود اس زبردست دلیل اور قطعی فیصلہ کے کتنے مدعیان نبوت زمانہ گذشتہ اور موجودہ میں ہوئے اور ہو رہے ہیں، زمانہ حال میں پنجاب میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت اور مسیحیت وغیرہ کے دعوے کیئے، اور ہزارہا بندگان خدا کو گمراہ کر دیا یہ بھی منجملہ آثار قیامت کے ایک بڑا نمونہ ہے اب انکے پیرو سادہ لوح مسلمانوں کو ہر طرح کی شرمناک ترغیب و تحریص دیکر گمراہ کرنیکی کوشش کر رہے ہیں، اور کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی نبوت و مسیحیت پر ایمان لانے میں ترقی کا راز مضمر ہے حالانکہ ان کی ذات سے کسی قسم کا فائدہ اسلام کو اور مسلمانوں کو نہیں ہوا بلکہ دنیا کو انھوں نے کفر سے بھر دیا، بھائیو انھیں ایمان سوز اور گمراہ کن مرزائی تعلیمات اور خیالات کے رد میں خانقاہ رحمانیہ سے محض حسبۃً للہ ایک سلسلہ رسائل عرصہ سے جاری کیا گیا ہے تاکہ ناواقف مسلمان مرزائیوں کے کید سے محفوظ رہیں، یہ رسالہ بھی انھیں مقاصد اور اغراض کی تکمیل کے واسطے شائع کیا جاتا ہے اللہ تعالی اس سے مسلمان بھائیوں کو نفع بخشے اور زمانہ حال کی ہر قسم کی گمراہی سے محفوظ رکھے، آمین،

خیر خواہ مسلمین محمد اسحٰق غفر اللہ الرزاق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اُس خدائے حکیم کی تعریف سے ہماری زبان تر اور دل مسرور ہونا چاہیئے جس کی حکمت بالغہ کی انتہا نہیں ہے جس نے اپنے کرم سے ہماری ہدایت کے لئے انبیا بھیجے جن کے سردار حضرت محمد مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جن کا ایک خطاب۔ رحمۃ للعالمین ہے اور دوسرا خطاب خاتم النبیین یعنی تمام انبیا کے آخر میں آنے والے۔

اس خطاب سے مقصد یہ ہے کہ اصل مقصود آپ ہی کا بھیجنا تھا مگر اور تمام انبیا بطور مقدمۃ الجیش بھیجے گئے تھے۔ تاکہ عالم کو آراستہ کریں اور اِس لائق کردیں کہ آپ کی شریعت کاملہ کے متحمل ہو سکیں آپ کے بعد کسی نبی کی حاجت نہ رہی۔ جس طرح آفتاب نکلنے کے بعد تاروں کی حاجت نہیں رہتی۔ خدائے تعالےٰ نے جو کتاب آپ کو عنایت کی جسے ہم قرآن مجید کہتے ہیں وہ قیامت تک عالم کی ہدایت کے لئے کافی ہے دنیا کے ہر حصّہ کا ہر شخص بے تکلف اوسے سمجھکر اوس پر عمل کر کے نجات کا مستحق ہو سکتا ہے اوس کے معانی اور مطالب نہایت ظاہر ہیں مگر یہ عجیب قدرت خدا ہے کہ باوجود ظہور کے اوس کے مطالب دقیقہ تک پہنچنا اور کامل طور سے اوس کے اسرار غامضہ کا سمجھنا انسانی قدرت سے باہر ہے۔ یہاں یہ شعر مناسب حال ہے ؎

ملنا تیرا اگر نہیں آسان تو سہل ہے ٭ دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں

یہی وجہ ہے کہ ہر ایک ذی علم اپنے علم و فہم اور کوشش کے مطابق سمجھتا ہے اور اگر علم و فہم کے ساتھ نور قلب بھی اور اللہ تعالےٰ نے عنایت کیا ہے تو اُس پر سچے اور واقعی اسرار کھولے جاتے ہیں اور جس قدر یہ نور خداداد زیادہ عنایت ہوتا ہے اُسیقدر اُس پر زیادہ انکشاف ہوتا ہے اور قرآن مجید کے معانی اور اسرار اُس پر زیادہ کھلتے ہیں اور علم و فہم اگرچہ بہت کچھ ہو مگر اللہ تعالےٰ نے وہ نور قلب عنایت نہیں کیا جس کی نسبت کہا جائے کہ ینظر بنور اللہ - تو اب دو حالتیں ہوں گی یا تو معمولی ضروری باتیں سمجھے گا اور بیان کرے گا یا اُس کا علم اِس کا مصداق ہو گا کہ اے روشنئ طبع تو برمن بلاشدی ؎ اللہ اُس سے بچاوے -

اللہ تعالےٰ اُن علمائے کاملین پر بے انتہا رحمت نازل کرے جنھوں نے اپنی ہمت اور کوشش کو قرآن مجید کے سمجھنے میں صرف کیا اور بقدر اُن کے نور ایمانی کے قرآن کے معانی اور اُس کے حقائق اُن پر منکشف ہوئے اور ہم تک اُن کے انکشافات پہونچے مگر یہ بھی معلوم کر لینا ضرور ہے کہ بعض نے قرآن دانی کا بہت کچھ دعوی کیا اور مسلمانوں پر اِس بات کے ظاہر کرنے کی بڑی کوشش کی کہ ہم قرآن مجید کے معارف و حقائق سے اس قدر واقف ہیں کہ دوسرا نہیں - مگر میں نہایت سچائی اور مسلمانوں کی خیرخواہی سے کہتا ہوں کہ اُن کی تفسیر یا تو بالکل بیہودہ یا نہ تحریف معنوی ہے قرآن مجید کا وہ مطلب ہرگز نہیں ہے - یا وہ تفسیر خوش کن باتیں ہیں جسے قرآن مجید کے الفاظ سے کچھ تعلق نہیں ہے - اتفاقیہ کہیں صحیح تفسیر بھی ہو - **مرزا غلام احمد** صاحب کی قرآن دانی کا یہی حال ہے - اب میں نمونہ کے طور پر قرآن مجید کے ایسے مضمون کا ذکر کرتا ہوں جس سے اُس کا اشکال اور خدا تعالےٰ کی بے نیازی دونوں ظاہر ہوں گی - مرزا صاحب نے چونکہ صادق اور کاذب کی معیار دنیاوی کامیابی اور ناکامی کو ٹھیرایا ہے اور قرآن شریف سے

اسے ثابت بتایا ہے۔ اس لئے میں اسی مضمون کی بعض آیتیں پیش کرتا ہوں۔ ذرا خوب متوجہ ہو کر اور دل کو طرفداری اور تعصب کے گرد و غبار سے صاف کرکے ملاحظہ کیجئے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کے پہلی سورۃ کے پہلے ہی رکوع میں ایماندارونکو بشارت دی اور فرمایا اُولٰئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنی یہی لوگ اپنے پروردگار کے سیدھے راستہ پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے اور مراد کو پہنچنے والے ہیں۔ جو حضرات عربیت سے واقف ہیں وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ ایمانداروں کو فلاح کی طرف سے بشارت ہی نہیں دی گئی بلکہ اس بشارت کو اُن کے ساتھ مخصوص کردیا یعنی ایماندار ہی کامیاب ہوں گے۔ اور جو نعمت ایمان سے محروم ہے وہ فلاح سے بھی محروم ہے۔ اس مطلب کو قرآن مجید میں متعدد جگہ مختلف طور سے بیان فرمایا ہے کہیں ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ فرمایا ہے کہیں ھُمُ الْفَائِزُوْنَ ارشاد ہوا ہے۔ جس سے یقینی طور سے ثابت ہوتا ہے کہ فلاح پانا اور فائز المرام ہونا مسلمانوں ہی سے مخصوص ہے کوئی منکر کوئی کافر فلاح نہیں پاسکتا۔ اس مدعا کو دوسرے مقام پر نہایت صفائی سے بھی فرمایا ہے۔ مثلاً سورہ مومنون کے آخر میں ارشاد ہوا۔ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الْکَافِرُوْنَ۔ یعنی اس میں شبہ نہیں ہے کہ کافر فلاح نہیں پاتے یہ مدعا متعدد آیات سے ثابت ہے یہ آیتیں نہایت صفائی سے بتاتے ہیں کہ کافر یہودی ہو یا عیسائی۔ مشرک ہندو ہو یا آریہ کسی قسم کا ہو سب کے لئے ارشاد خداوندی یہی ہے کہ وہ فلاح نہ پائیں گے اور فائز المرام نہ ہوں گے۔ اب فلاح نہ پانے اور نقصان میں رہنے کو کسی خاص کافر سے مخصوص کرنا مثلاً یہ کہنا کہ وہ مفتری فلاح نہیں پائے گا جو الہام و وحی[لے] کا جھوٹا دعویٰ کرے۔ قرآن مجید کے بالکل خلاف ہے کیونکہ قرآن میں نہایت صفائی سے مکرر ارشاد ہے کہ کوئی کافر کوئی مفتری فلاح نہیں پائے گا۔ آیۂ مذکورہ کے علاوہ ذیل کی آیت ملاحظہ کی جائے۔ اسمیں

[لے] جیسا کہ مرزا صاحب اور ان کے مرید کہتے ہیں ۱۲

وہی حکم دوسرے الفاظ میں اُنہیں عام منکرین کے لئے بیان ہوا ہے ارشاد ہے۔
ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بآیاتہ انہ لا یفلح الظالمون۔
(انعام رکوع ۳) اُس سے بڑھکر کون ظالم ہو سکتا ہے جو خدا پر جھوٹ باندھے یا اوسکی آیتوں کو جھوٹلائے اِس میں شبہ نہیں کہ ظالم (نافرمان) فلاح نہیں پائیں گے۔
اِس آیت سے پہلے مشرکین اور اہل کتاب کا ذکر ہے یہاں اُنہیں کی مذمت میں ارشاد ہوا کہ مفتری علی اللہ اور مکذب سے بڑھکر کون ظالم ہو سکتا ہے یعنی مذکورہ دونوں گروہ مفتری بھی ہیں اور مکذب بھی ہیں پھر ان سے بڑھکر کون ظالم ہو سکتا ہے۔ مفتری اس لئے ہیں کہ بعض محض غلط باتوں کو خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں مثلاً فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں یا حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں یا محرف شدہ باتوں کو کتاب الٰہی کا حکم بتاتے ہیں۔
الغرض اس آیت میں دو شخصوں کو بہت بڑا ظالم کہا ہے **ایک** وہ جو خدا پر افترا کرے دوسرا وہ جو خدائی آیتوں کو اُس کی نشانیوں کو جھٹلائے اور اِنکار کرے اِس کے بعد عام ظالموں کے لئے بتاکید یہ ارشاد ہے کہ کوئی فلاح نہیں پائے گا سب نامراد رہیں گے اور جب ہر ایک ظالم کے لئے یہی حکم ہے تو دنیا میں مسلمانوں کے سوا جس قدر فرقے خدا کے ماننے والے ہیں مثلاً یہود۔ نصاری مشرک۔ بت پرست۔ آریہ۔ اور جو سرے سے خدا ہی کو نہیں مانتے جیسے اِس وقت کے دہریہ سب کے لئے اِس آیت میں یہی ارشاد ہے کہ فلاح نہیں پائیں گے نامراد رہیں گے۔ غرضکہ آیت میں مفتری علی اللہ کی خصوصیت ہرگز نہیں ہے۔ فلاح نپانے میں مفتری اور دوسرے مکذب کلام الٰہی اور معجزات محمدی دونوں برابر ہیں۔ اب جو کوئی اِس حکم خداوندی کو مفتری کے ساتھ خاص کرے اور مفتری کے معنی بھی ایسے کرے جس سے مشرکین اور اہل کتاب

خارج ہو جائیں وہ قرآن شریف کے صریح مخالفت کرتا ہے۔ ایک اور آیت ملاحظہ ہو ارشاد ہے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ (یونس رکوع ۲)	کہ اُس سے بڑھکر کون ظالم ہے جس نے خدا پر جھوٹ بہتان باندھا یا اوس کی آیتوں کو جھٹلایا۔ اس میں شک نہیں کہ ایسے گنہگار فلاح نہیں پائیں گے۔

ان دونوں آیتوں میں دو طرح سے عموم کو بیان کیا گیا ہے۔ پہلے تو یہ ارشاد ہوا کہ مفتری اور مکذب سے بڑھکر کون ظالم ہوسکتا ہے اِن دو لفظوں میں سب کافر آگئے خواہ وہ یہود و نصاری ہوں یا کوئی مفتری ہو فلاح نہیں پائیں گے۔ پھر ان سب کو مجرموں میں داخل کیا جو بہت عام لفظ ہے ہر گنہگار کو مجرم کہتے ہیں اس عموم کے ساتھ ارشاد ہوا کہ کوئی مجرم فلاح نہیں پائے گا۔ اِس پر بھی نظر کی جائے کہ یہاں تین آیتیں نقل کی گئیں تینوں میں تین طریقوں سے اِس مضمون کو بیان فرمایا ہے۔ پہلی آیت میں ارشاد ہوا کہ کوئی کافر فلاح نہیں پائے گا۔ یہاں تو مفتری کا لفظ ہی نہیں لایا گیا۔ عام منکرین خدا اور رسول کے لئے عدم فلاح کا حکم سنا دیا گیا دوسری اور تیسری آیت میں مفتری کے ذکر کے ساتھ دوسرے عنوان سے عموم کو بیان فرمایا مختلف طریقوں سے اس حکم کے بیان کرنے میں ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ فلاح نہ پانے کی تین وجہیں معلوم ہوئیں **اوّل** یہ کہ اپنے پروردگار کے اپنے منعم حقیقی کے منکر ہیں۔ **دوم** یہ کہ ظالم ہیں **سوم** یہ کہ مجرم ہیں اپنے پروردگار حقیقی کا اُنھوں نے جرم کیا ہے۔ اِن دو آیتوں کے طرز بیان سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ ہر ایک ظالم اور ہر ایک مجرم اِس کا مستحق ہے کہ فلاح نہ پائے اور اپنی مراد کو نہ پہونچے۔ جب ہر ایک ظالم اور مجرم اس کا مستحق ہے تو جو شخص بہت بڑا ظالم ہے اور بہت بڑا مجرم ہے تو وہ اِس سزا کا بہت زیادہ مستحق ہوگا۔

اللہ تعالےٰ نے اِن دونوں آیتوں میں دو گروہ کو بہت بڑا ظالم فرمایا ہے ایک مفتری علی اللہ کو دوسرے اللہ تعالےٰ کے نشانیوں کے مکذب کو اِن دونوں گروہوں میں کوئی تفرقہ نہیں فرمایا۔ دونوں کو بہت بڑا ظالم ٹھیراکر یہ وعید بیان فرمائی کہ فلاح نہیں پائیں گے نامراد رہیں گے۔

الحاصل آیات قرآنیہ اور نصوص قطعیہ سے ثابت ہوا کہ ایمان لانے والے اور نیک کام کرنے والے فلاح پائیں گے اور کامیاب ہوں گے۔ اور جو کافر ہیں خدا کے کسی رسول سے وہ منکر ہیں خدا کی آیتوں کو نہیں مانتے۔ یا خدا پر افترا کرتے ہیں وہ نامراد ناکام رہیں گے۔ انھیں فلاح ہرگز نہ ہوگی۔ مگر جنھیں اللہ تعالےٰ نے عقل وفہم کے ساتھ علم کی نعمت دی ہے اور تحقیق حق اِن کا شیوہ ہے وہ اِس پر غور کریں کہ فلاح پانے اور فائز المرام ہونے سے کیا مقصد ہے آیا دنیاوی مقاصد کا پورا ہونا اور مثلاً قورما پلاؤ کھانے کو اور مشک و زعفران استعمال کرنے کو بخوبی ملنے لگے کسی نہ کسی عنوان سے روپیہ ہاتھ میں آنے لگے۔ یا جائداد اور ملک ہاتھ آجائے۔ یا کہیں کا حاکم یا بادشاہ ہوجائے۔ یا اولاد ومعتقدین زیادہ ہوجائیں۔ کیا قرآن شریف میں ایسے شخص کو فلاح پانیوالا اور فائز المرام کہا ہے ؟ ہرگز نہیں۔ اور فلاح نہ پانے اور کامیاب نہ ہونے سے یہ غرض ہے کہ دنیا میں وہ ذلیل وخوار ہوں گے ؟ ہر طرح کی تنگی ان پر آے گی۔ یا ذلت سے تباہ وبرباد کئے جائیں گے۔ یہ مطلب عوام خیال کرسکتے ہیں۔ مگر جنھیں قرآن مجید پر نظر ہے اور عقل ودانش کے ساتھ دنیا کے حالات پر اونکی نظرِ وسیع ہے اور نیکیوں اور بدوں کے واقعات کو اُنھوں نے عبرت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ وہ یقین ہے کرتے ہیں کہ اِن آیتوں میں فائز المرام ہونے سے دنیا کی کامیابی مراد نہیں ہے۔ یعنی جیسے دنیا کے لوگ دنیاوی چیزوں کے

فریفتہ نفس پرست کامیابی سمجھتے ہیں ان آیتوں میں یہ کامیابی مراد نہیں ہے۔
اور دنیا کی مذمت جو قرآن حدیث میں آئی ہے وہ بھی اس کی شاہد ہے کہ
ایماندار کے فائز المرام ہونے سے دنیا کا مل جانا اور اس میں خوش ہو جانا مراد نہیں
ہو سکتا۔ اب اس کے شواہد اور دلائل پر نظر کی جائے۔ اس کا ثبوت قرآن مجید
کے نصوص صریحہ اور واقعات زمانہ سے اظہر من الشمس ہو رہا ہے۔ پہلے قرآن
مجید کی آیت ملاحظہ کیجیے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے مقابلہ کے لئے فرعون نے
جس وقت جادوگروں اور اپنے درباریوں اور رعایا کا مجمع کیا اور حضرت موسیٰ
علیہ السلام وہاں تشریف فرما ہوئے اُس وقت حضرت نے فرعون سے
اور تمام حاضرین جلسہ سے فرمایا کہ۔

قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَىٰ (طٰہٰ ع ۳)	تمھارے حال پر افسوس آتا ہے تم خدا تعالےٰ پر افترا نہ کرو۔ اگر ایسا کروگے تو خدا تعالےٰ تمھیں کسی عذاب سے ہلاک کر دے گا۔ (حضرت موسیٰ نے

یہ پیشگوئی خاص فرعون اور اُس کے لوگوں کے لئے کی پھر عام طور سے فرمایا) اور
اس کا یقین کر لو کہ جس نے خدا تعالےٰ پر افترا کیا وہ نامراد رہا فائز المرام نہ ہوا۔
اس آیت میں کئی باتیں قابل غور ہیں اوّل فرعون کو اور اُس کے ماننے والوں کو
مفتری علی اللہ کہا گیا حالانکہ اون میں سے کوئی الہام یا وحی کا مدعی نہیں تھا
دوم عام مفتری کے لئے یہ ارشاد ہے کہ جو افترا کرے گا وہ یقیناً نامراد رہیگا۔
اب اُس کا افترا خواہ اس طریقے سے ہو کہ وہ الہام و وحی کا جھوٹا دعویٰ کرے
یا دوسرے طریقے سے ہو مثلاً یہود و نصاریٰ وغیرہ کو اللہ تعالےٰ نے مفتری
کہا ہے۔ یہ بھی مفتری ہیں مگر دوسرے طریقے سے ان کا افترا ہے۔

سوم ایک بڑی بات قابل لحاظ یہ ہے کہ فرعون جس نے چارسو برس تک حکومت کی اور اوس کے عروج اور غرور کی یہ نوبت پہنچی کہ خدائی کا دعویٰ کیا اور اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلیٰ۔ کہا۔ اور باوجود اس سرکشی اور افترا پردازی کے ایسا کامیاب رہا کہ اُس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی اور اس دراز مدت میں کبھی اسے بخار بھی نہ آیا اُسکی نسبت بھی ارشاد ہے۔ کہ خائب و خاسر رہا فائز المرام نہ ہوا۔ جب فرعون کی نسبت ایسا کہا گیا جس نے چارسو برس حکومت کی اور دعویٰ خدائی کر کے مخلوق خدا سے اپنے آپ کو خدا منوایا تو اظہر من الشمس ہو گیا کہ دنیا میں کوئی کیسا ہی خوش حال ہو جائے کسی بلند مرتبہ پر پہنچ جائے ہر طرح کی مرادیں اُس کی پوری ہوں اوسے قرآن مجید فائز المرام نہیں کہتا اِس مقصد کے لئے یہی ایک آیت کافی ہے مرزا صاحب نے اپنے دعوے کے ثبوت میں اِس آیت کو متعدد جگہ پیش کیا ہے مگر صرف آخر کا جملہ یعنی وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی۔ نقل کیا ہے پوری آیت نقل نہیں کی کیونکہ پوری آیت اُن کے مدعا کے خلاف تھی چہارم اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ خدا پر افترا کرنے والا تیئن چارسو برس تک نہایت کامیابی سے زندہ رہ سکتا ہے۔ کیونکہ فرعون کو مفتری کہا گیا اور باوجود مفتری ہونیکے غالباً چارسو برس تک اُس نے حکومت کی اور بہت کچھ کامیاب رہا۔ اب یہ کہنا کہ جو الہام وحی کا جھوٹا دعویٰ کر کے خدا پر افترا کرے وہ جلد ہلاک ہوتا ہے جیسا کہ مرزا صاحب کہتے ہیں محض زبردستی ہے جسے تھوڑی بھی عقل دی گئی ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ بالکل خلاف عقل ہے کہ جو خدائی کا دعویٰ کرے اور خدا تعالیٰ کا منکر ہو اور مخلوق سے اپنی خدائی کو منوائے اور خدا کے ماننے والوں کو سخت ایذا پہنچائے وہ تو جلد ہلاک نہ ہو اور جو خدائے تعالیٰ کو مانکر اپنے نفس کے لئے الہام و وحی کا جھوٹا دعویٰ کرے وہ جلد ہلاک کیا جائے اِسے

نہ کوئی عقل باور کر سکتی ہے نہ قرآن و حدیث سے اِس کا ثبوت ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب نے اربعین میں ایسے مفتری کے ہلاکت کی وجہ یہی لکھی ہے کہ وہ مخلوق کو ہلاکت کی راہ بتاتا ہے اِس لئے وہ خود ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ مگر تامل سے دیکھا جائے کہ یہ وجہ تو دونوں میں پائی جاتی ہے۔ کیونکہ جس طرح مدعی وحی اپنے جھوٹی وحی کو منوا کر مخلوق کو گمراہ کرتا ہے اسی طرح فرعون نے مخلوق سے اپنی خدائی منوا کر خلق کو گمراہ کیا اور فرعون کی گمراہی جھوٹے ملہم کی گمراہی سے لاکھ حصہ زیادہ ہے کیونکہ یہاں سرے سے خدا تعالے لئے جو پروردگار اور منعم حقیقی ہے اوسی سے نہایت زور کے ساتھ مشتعل کرنے والا اوس کا دعویٰ خدائی ہے مگر اس کے قہار کی آتش غضب نے ایسے مفتری کو چارسو برس کی مہلت دی۔ پھر کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ ایسا سخت مجرم گمراہ کرنے والا تو جلد ہلاک نہ ہو اور جھوٹا مدعی الہام جلد[۱] ہلاک کیا جائے۔ اسے کوئی عقل سلیم باور نہیں کر سکتی۔ افسوس ہے اون کی عقل پر جو قرآن مجید کے نصوص قطعیہ کے خلاف اور صریح عقل کے مخالف ایسی بدیہی حماقت کو الہامی بات خیال کرتے ہیں اور اہل علم سے کہتے ہیں کہ اِسے مانکر گفتگو کرو۔ بہت اچھا ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ مگر آپ کے راہ راست پر آنے کی اُمید نہیں ہے۔ البتہ سب ختم اللہ علی قلوبھم کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ اس لئے میں ایسی مثالیں بھی پیش کر چکا ہوں اور اب زیادہ توضیح کے ساتھ پیش کرتا ہوں جس سے بعض احمدی اہل علم کی بے خبری یا حق پوشی اظہر من الشمس ہو جائے گی۔ جھوٹے مدعیان وحی والہام میں ایک صالح بن طریف بھی ہے اوسکی کامیابی اور حالت کو ملاحظہ کیا جائے۔ آئندہ میں صالح کے علاوہ اوس کے اولاد کی کچھ حالت اور پھر بعض انبیا کی حالت بھی دکھاؤں گا تا کہ دنیا کے واقعات سے بھی فلاح

اور عدم فلاح کے معنی پر روشنی پڑے اور ہمارے بیان کی صداقت ظاہر ہو

صالح بن طریف

انتہاے مغرب میں برغواطہ قوم کا یہ عالم اور صلحاے قوم میں تھا۔ یہ وہ شخص ہے جس کے واقعات اور حالات پر نظر کرنے سے مرزا غلام احمد قادیانی کا بہت بڑا دعوی غلط ہو جاتا ہے اور پھر کسی منصف مزاج کو اُن کے کاذب ہونے میں تامل نہیں رہ سکتا۔ اِس کی مختصر حالت ملاحظہ کی جائے اِس کا باپ طریف ایک غریب شخص تھا مگر دوسری صدی کے شروع میں اپنی قوم کا بادشاہ اور سردار ہو گیا تھا۔ اور نبوت کا دعوی بھی اِس نے کیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ دعوی نبوت کے بعد اسے ایسا فروغ ہوا اور اس قدر لوگ معتقد ہوے کہ بادشاہ ہو گیا۔ اُس کے مرنے کے بعد اوس کی سرداری اور حکومت اُس کے بیٹے کو ملی چونکہ یہ پہلے سے عالم اور نیک مشہور تھا حکومت اور سرداری ملنے سے اِس کی حالت پلٹی اور ایسے خیالات اِس کے بلند ہوئے کہ نبوت کا دعوی کیا اور یہ بھی دعوی کیا کہ مجھ پر قرآن نازل ہوتا ہے اور جس طرح ہمارے قرآن مجید میں سورتیں ہیں اوسی طرح اوس نے بھی اپنے قرآن میں سورتیں بیان کیں اُن میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔

سورۃ الدیک سورۃ الجمر۔ سورۃ الفیل۔ سورہ آدم۔ سورہ نوح۔ اس کے سوا بعض انبیاء علیہم کے نام پر سورتوں کے نام تھے۔ سورہ ہاروت وماروت وابلیس۔ سورہ غرائب الدنیا۔ اُن کے معتقدین کے گمان میں اس سورۃ میں بہت کچھ علم تھا اور کچھ احکامات حلال اور حرام کے متعلق بھی اوس میں تھے۔ اِس سورۃ کو اوس کے مریدین نماز میں پڑھتے تھے۔

اب میں فہمیدہ حضرات کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مدعی اور اس کے پیرو قرآن مجید کو مانکر اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا جانکر یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مستقل نبی آسکتا ہے اور اُس پر ایسے الہامات اور وحی ہو سکتے ہیں کہ اُس میں حلال وحرام کے احکام ہوں جس کا حاصل یہ ہے کہ جماعت احمدیہ جنھیں تشریعی نبی کہتی ہے وہ بھی آسکتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین بھی صحیح و درست رہ سکتی ہے کیونکہ یہ شخص اپنے آپ کو صاحب شریعت لہ نبی کہتا تھا اور اُس کے پیرو اُس کی تصدیق کرتے تھے۔ مرزا غلام احمد صاحب نے بھی ایسا ہی دعوی کیا ہے اور نہایت صراحت کے ساتھ کیا ہے مگر چونکہ ان کی باتیں نہایت پیچدار ہوتی ہیں اور اِن کے کلام میں بہت تخالف ہے ایک ہی دعوی کی نسبت کہیں اقرار ہے اور بہت زور کے ساتھ دعوی کیا ہے اور کہیں اوس سے انکار ہے اور اُس میں کوئی قید لگا دی ہے اور اِس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ اُنھوں نے مختلف مواقع اور مختلف طبیعتوں کا خیال کر کے مختلف باتیں کہیں ہیں تاکہ ہر ایک موقع پر جو مناسب ہو وہ قول پیش کر دیا جائے۔ مگر اسمیں شبہ نہیں کہ مرزا صاحب نے نہایت شد ومد سے نبوت اور رسالت کا دعوی عه کیا ہے اور صاحب شریعت نبی ہونے کا اُنھیں دعوی ہے اُن کا رسالہ اربعین نمبر ۴ صفحہ ۶ دیکھا جائے۔ مگر اُن کے مریدین چونکہ جانتے ہیں کہ یہ دعوی کرنا صریح آیہ قرآنیہ مذکورہ سے انکار ہے۔ اِس لئے عوام کے دھوکہ دینے کو باتیں بناتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ خاتم کے معنی مہر کے ہیں حالانکہ محض غلط ہے تمام اہل لغت اور

حاشیہ

لہ جب اِس نے اپنے قرآن کی سورہ غرائب الدنیا میں حرام وحلال کے احکام بیان کئے تو معلوم ہوا کہ اِس کو صاحب شریعت ہونے کا دعوی تھا۔ ۱۲

عه اس کے ثبوت میں خاص رسالہ لکھا گیا جس کا نام دعوی نبوت مرزا ہے اور صحیفہ رحمانیہ نمبر ۲ و ۳ میں چھپا ہے مرزا کی اکثر تحریریں پیش کی گئی ہیں کہ مرزا صاحب کو نبوت کا دعوی نہیں ہے اب دیکھئے کیا باتیں بناتے ہیں ۱۲

مفسرین خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے لکھتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ رسول اللہ تشریعی انبیاء کے خاتم ہیں۔ مگر جب مرزا صاحب نے صاحب شریعت ہونیکا دعوی کیا تو یہ جواب بھی غلط ہو گیا۔ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا صاحب اپنے دعوی کے بموجب صاحب شریعت ہی ہوئے یہاں تک کہ بعض احکام بھی منسوخ کئے مثلاً جہاد کو منسوخ کیا۔ حیثیت سے زیادہ دین کو منسوخ کیا اس لئے نبوت کی کوئی قسم باقی نہیں رہی جس کے خاتم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھیریں اور مرزا صاحب کے دعوی کے بموجب آیۂ ولکن رسول الله وخاتم النبیین غلط ہوگئی (نعوذ بالله منه) مگر جس طرح صالح باوجود دعوی صاحب شریعت نبی ہونے کے اُمت محمدی ہونے کا دعوی کرتا تھا اسی طرح مرزا اور اُس کے پیرو کرتے ہیں اور عوام کے بہکانے کو کوئی بیہودہ بات بنا دیتے ہیں مگر صالح مرزا صاحب سے زیادہ سلطان القلم تھا اس کیچ نہایت ظاہر ہے کہ جس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نزول قرآن کا دعوی کیا اوس نے بھی کیا اور اُس ملک کے بہت اہل زبان اُس پر ایمان لے آئے یہاں تک کہ نمازیں اُوسے پڑھتے تھے۔

مرزا صاحب نے اگرچہ معجز کلامی کا دعوی کیا مگر ایسا دعوی نہ کر سکے جیسا صالح نے کیا تھا صرف اتنا ہی کیا کہ چند آیات قرآنیہ کے نسبت یہ دعوی کر دیا کہ یہ میرا الہام ہے۔ اور بعض اپنے رسالوں کے نسبت اعجاز کا دعوی کیا۔ اس سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ جو جھوٹا بات بنا نا چاہے اور الفاظ قرآنیہ میں عام کو خاص اور خاص کو عام کرکے اور نئے معنی تراش کر اپنے موافق کر سکتا ہے اور ماننے والے ماننے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح مرزا صاحب نے ایران کی توران ملائیں اور

آیات کے نئے معنی تراش کر سُنائے تو کوئی نئی بات نہیں ہے۔ جدت پسند طبیعتیں نئی باتوں کو بہت پسند کرتی ہیں ایسے ہی حضرات نے انھیں پسند کیا۔ صالح نے یہ بھی دعویٰ کیا تھا کہ مہدی اکبر میں ہوں (جن کی خبریں حدیثوں میں آئی ہیں) جن کا ظہور آخر زمانے میں ہوگا۔

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ جھوٹا مدعی جس نے وحی والہام کا اِس زور سے دعویٰ کیا کہ دوسرے قرآن کا نزول اپنے اوپر بتایا۔ کس قدر کامیاب ہوا۔ تاریخ ابن خلدون سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ چھیالیس (۴۶) برس یا اُس سے بھی کچھ زاید دعویٰ نبوت کے ساتھ اُس نے بادشاہت کی اور اُس کی اولاد میں کئی سو برس تک بہت زور وشور سے بادشاہت رہی ملاحظہ کیا جائے "تاریخ مذکور کی جلد ۶ صفحہ ۲۰۷ میں پہلے لکھا ہے کہ اُس کا باپ مرا اور اِس کی سلطنت کا یہ مالک ہوا۔ پھر اِس کے دعویٰ نبوت اور نزول قرآن کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ صالح کا ظہور[۱] (یعنی اوس کے دعوی کی ابتدا یا اوس کا شہرہ) ہشام بن عبدالملک کے خلافت میں ہوا۔

حاشیہ

[۱] اہل علم اس عربی عبارت کو دیکھ کر کامل یقین کر سکتے ہیں۔ کہ اِس سے مقصود صالح کے دعویٰ نبوت کی ابتدا بیان کرنا ہے اُس کے بادشاہ ہونے کا وقت بتانا مقصود نہیں ہے۔ اوّل تو اُس کے لفظ اس کو ظاہر کر رہے ہیں۔ کتب تواریخ میں دیکھا جائے کہ جب کسی کی طرف ظہور یا خروج منسوب کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کا ظہور ہوا یا اوس کا خروج ہوا۔ اوس سے مقصود اوس کا پیدا ہونا یا اوسکا بادشاہ ہونا نہیں ہوتا ہے بلکہ اوس کے خاص کام اور بالتخصیص دعوی نبوت یا امامت پر بیعت لینا ہوتا ہے یا اوس کے اغوی کی ابتدا بیان کرنا مقصود ہوتی ہے۔ اِس وقت میرے روبرو تاریخ الاخبار الطوال رکھی ہے اوس میں عنوان ظہور مانی لکھکر لکھتا ہے وفی زمان سابور ظہر مانی الزندیق و اغوی الناس۔ اسی طرح ظہور

مطلب	عبارت
یعنی ۱۲۷ ہجری میں دعوی نبوت کے بعد اس نے یہ کہا کہ مہدی اکبر میں ہوں (جو آخر وقت میں ظہور کریں گے) اور عیسیٰ اون کے ساتھ ہوں گے اور اون کے پیچھے نماز پڑھیں گے (چونکہ سلف میں یہ امر محقق اور سب کا مسلم تھا کہ مہدی اور عیسی دو ہیں اور مہدی اکبر کے وقت مسیح کا نزول ہوگا۔ اور امام مہدی کے پیچھے وہ نماز پڑھیں گے اسلئے وہ کہتا تھا کہ میں مہدی اکبر ہوں اور عیسے میرے مصاحب ہوں گے) عرب کی زبان میں اوس کا نام صالح تھا اور سریانی میں مالک اور فارس میں عالم اور عبرانی میں روبیا اور بربری میں وریا۔	وکان ظهور صالح هذا فی خلافة هشام بن عبد الملك من سنة سبع وعشرين من المائة الثانية من الهجرة ثم زعم انه المهدی الاكبر الذی يخرج فی آخر الزمان وان عيسى يكون صاحبه ويصلی خلفه وان اسمه فی العرب صالح وفی سریانی مالك وفی العجمی عالم وفی العبرانی روبيا وفی البربری

ابی العباس السفاح وبیعته - اوس نے لکھا ہے ص۴۷ وص۳۵ ملاحظہ ہو غرضکہ جس طرح اس تاریخ میں ظہور ثانی سے مقصود اوس کے اغوی کا وقت بیان کرنا اور ظہور ابی العباس سے اوس کے بیعت لینے کا وقت بتانا ہے اسی طرح ابن خلدون ظہور صالح سے اوسکی دعوی کا وقت بتاتا ہے۔ اوس کے بادشاہ ہونے کو اس سے پہلے اس طرح بیان کیا ہے

سابقہ بیان

وولی مکانه ابنه صالح - یعنی طریف کے بعد اوس کا بیٹا صالح اوس کا قائم مقام ہوا۔ صالح کے بعد اوس کی اولاد میں جتنے بادشاہ ہوتے گئے ہیں اون کو انھیں الفاظ سے بیان کیا ہے۔ دوسری نہایت روشن دلیل اُس کے لئے مورخ کا یہ قول ہے۔ وقد قیل ان ظهوره كان اول الهجرة وانه انما انتحل ذلك عنادا تشبها لما بلغه شان النبی صلی الله عليه وسلم والاول اصح - یعنی بعض کا مقولہ ہے کہ صالح کا ظہور جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتداے ہجرت میں ہوا ہے۔ اور اس دعوی کی وجہ یہ ہوئی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

وربما معناه الذی لیس بعده نبی و خرج الی المشرق بعد ان ملک امرهم سبعا واربعین سنة ووعدهم انه یرجع الیهم فی دولة السابع منهم واوصی بدینه الی ابنه الیاس وعهد الیه بموالاة صاحب الاندلس من بنی امیه وباظهار دینه اذا قوی امرهم

وقام بامره بعده ابنه الیاس ولم یزل مظهرا للاسلام مسرا لما اوصاه ابوه من کلمة کفرهم وکان طاهرا عفیفا زاهدا و هلک فی خمسین سنة من ملکه وولی امرهم

اس لفظ کے معنی خاتم النبیین کے ہیں۔

غرضکہ سینتالیس برس (سلطنت اور نبوت کیوجہ سے) اپنی قوم کے دینی اور دنیاوی امور کا حاکم رہ کر (غالباً زہد کے غلبہ سے) مشرق کیجانب (کسی پہاڑ کی طرف یا مکہ معظمہ چلا گیا) اور اپنے لوگوں سے وعدہ کر گیا کہ تمہارے ساتویں پشت کا جو بادشاہ ہوگا اوس وقت میں لوٹ کر آؤں گا۔ یہ وعدہ صاف شہادت دیتا ہے کہ اوس پر زہد کا غلبہ ہوگیا تھا اور اُس کی وجہ سے اُس کے خیال میں سما گیا تھا کہ اِس مدت تک میں زندہ رہونگا۔ اس لئے پیشگوئی کرتا تھا کہ پھر آونگا) اور اپنے بیٹے کو اپنے مذہب پر چلنے کی وصیت کی اور اُس سے عہد لیا کہ اندلس کے حاکم سے دوستی رکھنا اور جب تمہاری حکومت کی حالت بمقابلہ اوس کے خوب مضبوط ہوجائے اپنے دین کا اظہار (حاکم اندلس سے یا عام طور سے) کرنا اوس کے جانے کے بعد اوس کا بیٹا اوس کی حکومت کا مالک ہوا۔ اور اپنے تمام عہد حکومت میں خالص اسلام کا پابند رہا۔ اور جن عقاید کفریہ کی وصیت

حاشیہ

عظمت و شان کی خبر جب اسے پہونچی ہے تو غصہ میں آکر دشمنی کی راہ سے اس نے یہ دعویٰ کیا دیکھا جائے کہ مورخ نے یہاں بھی لفظ ظہور کا استعمال کیا اِسی طرح پہلے اُس نے ظہور صالح کہا تھا اس سے بخوبی روشن ہوگیا۔ کہ حضور صالح سے مراد اُس کے دعوے نبوت کا ظہور اور اوس کی شہرت ہے۔ مگر مورخ اِس دوسرے قول کو غیر صحیح بتاتا ہے اس لئے میں نے متن میں نقل نہیں کیا مگر یہ کلام اس کو پوری طور سے ثابت کرتا ہے کہ ظہور صالح سے مراد اوس کا دعویٰ نبوت ہے۔ ۱۲

من بعده ابنه يونس فاظهر دينهم
ودعا الى كفرهم وقتل من لم يدخل
في امره حتى حرق من امن تامسنا
وما والاها يقال انه حرق ثلثمائة
وثمانين مدينة واستلحم اهلها
بالسيف لمخالفتهم اياه. قال
زمون ورحل يونس الى المشرق
وحج ولم يحج احد من اهل بيته
قبله ولا بعده وهلك لاربع
واربعين سنة من ملكه و
انتقل الامر عن بنيه وولى
امرهم ابو غفير محمد بن معاذ بن
اليسع بن صالح بن طريف
فاستولى على ملك
برغواطه واخذ بدين ابائه
واشتدت شوكته وعظم
امره وكانت له في البربر
وقايع مشهورة وايام
مذكورة واتخذ ابو غفير
من الزوجات اربعا
واربعين وكان له من الولد

اُس کے باپ نے کی تھی اُنھیں پوشیدہ رکھا- یہ شخص پاکباز
اور زاہد تھا- (شاید اسی وجہ سے اوسے اپنے باپ کی نبوت
میں تردد ہوگیا ہو اور اُس نے اوس کے مذہب کا اظہار نہ کیا ہو)
الیاس پچاس برس حکومت کرکے مرگیا اور اوس کے بعد اوسکا
بیٹا یونس بادشاہ ہوا- اس نے بادشاہ ہوتے ہی اپنے
دادا کے مذہب کا اعلان دیا اور لوگوں کو اُس کے ماننے پر
مجبور کیا- اور جس نے نہ مانا اوسے قتل کیا یہاں تک کہ
بعض شہروں کو جلا دیا کہا جاتا ہے کہ تین سو اسّی ۳۸۰ شہر
جلادئے گئے اور اون کے باشندے تہ تیغ کردئے گئے
اس کے بعد بقول زمون یونس حج کو گیا (اور اوس کے علم میں
نہ اس سے پہلے اوس کے گھر کے لوگوں میں کسی نے حج کیا تھا
نہ اُس کے بعد) الحاصل باوجود ایسی ظلم و تعدی کے اپنے
دادا کی گمراہی کو پھیلاتا رہا گرچہ چوالیس ۴۴ برس بادشاہت کرکے
معمولی موت سے اس نے انتقال کیا اور اس عرصہ دراز تک
خدائے قہار کے آتش غضب نے اُسے نہیں کھایا)
اس کے بعد یونس کے بیٹے کو سلطنت نہیں ملی بلکہ
ابو غفیر کو ملی جو اِس کا بھتیجا اور صالح کے دوسرے بیٹے الیسع
کا پوتا تھا غرضکہ صالح کا دوسرا پوتا بادشاہ ہوا اور برغوطہ
کے تمام ملک پر غالب ہوگیا- اور اپنے باپ دادا کے
مذہب کو اختیار کیا اور اِس کی حکومت و شوکت بہت
زور کی ہوئی اِس نے چوالیس ۴۴ بی بیاں کیں اور اسی قدر اوسکے

مثلها او اکثر وهلک اخریات المائة
الثالثة لتسع وعشرین سنة من
ملکه وولی بعده ابنه ابو الانصار
عبد اللہ فاقتفی سنته وکان
کثیر الدعوة مهابا عند ملوک عصره
یهادونه ویدافعونه بالمواصلة
وکان حافظا للجار وفیاً بالعهد
وتوفی سنة احدی واربعین
من المائة الرابعة لاربع واربعین
سنة من ملکه ودفن باسلحت
فخلفه ابنه ابو منصور عیسی
ابن اثنین وعشرین سنة فسار
سیر آبائه وادعی النبوة والکهانة
واشتد امره وعلا سلطانه ودانت
له قبائل المغرب۔

ابن خلدون جلد ۶ صفحہ ۲۰۷ و صفحہ ۲۰۸

اولاد ہوئی۔ اور اونتیس ۲۹ برس بادشاہی کر کے مرا
اوس کے بعد اوس کا بیٹا ابو الانصار عبد اللہ بادشاہ
ہوا اس نے بھی اپنے باپ ابو غفیر کا طریقہ اختیار کیا
یعنی اپنے دادا صالح کا مذہب اختیار کیا اور لوگوں کو
اپنے مذہب کی طرف بہت بلاتا تھا۔ اس کے وقت
میں دوسرے بادشاہ اس سے ڈرتے تھے اور
اس سے میل کر کے اپنا بچاؤ کرتے تھے۔ یہ شخص
اپنے پڑوسی کے حقوق کا لحاظ رکھتا تھا۔ اور اپنے عہد[1] کو
پورا کرتا تھا (مگر افسوس ہے کہ مرزائیوں کے نزدیک
خدا تعالے اپنے عہد کو پورا نہیں کرتا) ابو الانصار
چالیس برس بادشاہت کر کے ۳۴۱ ہجری میں
مرگیا۔ اس کے بعد اسکا بیٹا ابو منصور عیسی بائیس
برس کی عمر میں بادشاہ ہوا اور اپنے باپ دادا کا
طریقہ اختیار کیا۔ اور نبوت و کہانت کا مدعی ہوا
اور اوس کی سلطنت بہت زوروں کی ہوئی اور مغرب
کے تمام قبیلے اس کے مطیع و منقاد ہو گئے۔

حاشیہ

[1] عہد کو پورا کرنا ایسی عمدہ صفت ہے کہ خصوصیت کے ساتھ کسی خاص شخص کی
مدح میں بیان کرتے ہیں جیسے یہاں ابو الانصار کے لئے مورخ نے بیان کیا مگر
افسوس ہے کہ مرزائی اللہ تعالے کو اس صفت سے معرا بتاتے ہیں اور کہتے ہیں
کہ اوس کے بعض وعدے پورے ہوتے ہیں اور بعض پورے نہیں ہوتے۔ جسکا
حاصل یہ ہو کہ اللہ تعالے جامع صفات کمالیہ نہیں ہے۔ ۱۲ر

ابن خلدون کا مضمون ختم ہوا۔ اس سے کئی باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) صالح نے وحی اور الہام کا دعویٰ کیا اس کا ثبوت دو وجہ سے ہے اوّل یہ کہ اس نے نبوّت کا دعویٰ کیا اور جو نبوّت کا دعویٰ کرتا ہے اس کے لئے ضرور ہے کہ وحی اور الہام خداوندی کا دعویٰ کرے بغیر اس کے نبوّت کا دعویٰ نہیں کرسکتا دوسرے یہ کہ اس نے نزول قرآن کا دعویٰ کیا اس کا بھی مطلب یہی ہے کہ جس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف نازل ہوتا رہا اوسی طرح صالح کہتا ہے کہ مجھ پر نازل ہوتا رہا جس طرح قرآن مجید میں سورتیں ہیں اسی طرح وہ بھی اپنے قرآن کی سورتوں کا نام بتاتا ہے دعویٰ وحی کے لئے اس قدر کہنا کافی ہے۔ اب اگر کوئی احمدی کسی تاریخ میں اُن سورتوں کو نہ دیکھے تو صالح کا دعویٰ وحی والہام غلط نہیں ہوسکتا

(۲) دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ صالح کا چلاجانا کسی خوف کی وجہ سے نہیں ہوا بلکہ وہ نہایت اطمینان سے اپنے بیٹے کو بادشاہ بناکر اور اوسے وصیت کرکے گیا جانے کی وجہ اوپر بیان کردی گئی ہے۔ اب جن کی آنکھیں ہوں اور علم سے اونکو کچھ حصہ ملا ہو وہ ابن خلدون کے صفحہ ۲۰۷ کی سطر ۲۴ سے ۲۶ تک ملاحظہ کریں۔ جاتیکے وقت صالح نے چار باتیں کہیں اوّل اس نے اپنے سب متعلقین کے روبرو پیشین گوئی کی کہ جس وقت تم میں ساتواں بادشاہ ہوگا اوس وقت میں آونگا صالح نے یہ پیشین گوئی اپنے قوم برغواطہ سے کی تھی اس قوم میں اوّل بادشاہ طریف ہوا دوسرا صالح اور ساتواں ابو منصور عیسیٰ ہوا جس نے بادشاہت کے ساتھ نبوّت کا بھی دعویٰ کیا اس پیشین گوئی سے نہایت صفائی سے ظاہر ہوگیا کہ اوسے اپنے قوم میں بلکہ خاص اپنی اولاد میں عرصہ تک سلطنت رہنے کا یقین تھا۔ اب جس طرح مرزا کی پیشین گوئیوں میں باتیں بنائی جاتی ہیں اوس

لحاظ سے یہ پیشین گوئی پوری ہوئی کیونکہ جس طرح یہ بادشاہ اور مدعی نبوت تھا اوسیطرح اوس کی اولاد میں برغواطہ قوم کا ساتواں بادشاہ مدعی نبوت ہوا۔ اس کی نسبت صالح کا یہ پیشین گوئی کرنا کہ میں ساتویں پشت میں آونگا بیجا نہیں ہے کیونکہ اس کی قوم کا ساتواں بادشاہ اوس کی اولاد میں ہونا اور اوس کے ساتھ اوس کا دعوی نبوت کرنا گویا اسی کا لوٹ کر آجانا ہے۔

ایک اور طریقے سے بھی اس پیشین گوئی کی صحت ہوسکتی ہے وہ یہ کہ جس طرح مرزا صاحب نے مخصوص عقائد اسلامیہ کے اصلی مقاصد کو بدلا یا اسی طرح صالح اگر تناسخ کا قائل ہو تو عجب نہیں اس لئے ممکن ہے کہ اوس کی قوم ابوالمنصور کے جون میں صالح کا آنا خیال کرتی ہو اور ابوالمنصور کے آنے کو صالح کا آنا سمجھتی ہو اور تناسخ کا مسئلہ ایسا ہے کہ بعض مسلمان بھی اس کے قائل ہوگئے ہیں۔ مولوی قلندر علی پانی پتی جو راجہ کشمیر کے وزیر کرپا رام اور اوس کے بیٹے اننت رام کے استاد تھے وہ قرآن مجید کی آیات سے ثابت کرتے تھے جس طرح مرزائی خدائے تعالےٰ کی وعدہ خلافی۔ قرآن مجید سے ثابت کرتے ہیں اور اوس کی وجہ سے خدائے قدوس پر جو سخت الزام آتا ہے اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔

الحاصل جس طرح مرزائی مرزا صاحب کی پیشین گوئیوں کو پیش کیا کرتے ہیں اسی طرح برغواطہ اس پیشین گوئی کو پیش کرتے ہوں گے یا پیش کرسکتے تھے۔ دوم جانے کے وقت خاص اپنے بیٹے سے اپنے مذہب کی وصیت کی یعنی اس پر قایم رہنا۔ سوم تاکید کے ساتھ یہ وصیت کی کہ اندلس کے حاکم سے دوستی رکھیو (یہ حاکم بنی امیہ میں تھا) چہارم یہ کہا کہ جب تمہاری سلطنت کے امور (بمقابلہ بنی امیہ کے) قوی ہوجائیں تو اپنا مذہب خاص اندلس کے حاکم پر یا عام بنی امیہ پر پیش کیجیو اس امر کے ساتھ کسی ذی علم کا یہ کہنا کہ صالح خوف کی وجہ سے بھاگ گیا سوائے اس کے کہ

وہ قصداً ناواقفوں کو دھوکا دیتا ہے اپنے کسی نفع کے واسطے یا اللہ نے اوس کے علم وفہم کو سلب کرلیا ہے اور کوئی وجہ نہیں ہوسکتی۔

(۳) تیسری بات یہ ثابت ہوئی کہ صالح نے ۴۷ برس دعوی نبوت کیا اس کے بعد جب اِس دراز مدت تک نبوت اور سلطنت کرچکا اور بوڑھا ہوگیا اُس وقت جانب مشرق یعنی مکہ معظمہ کی طرف یا اور پہاڑوں میں چلا گیا۔ اگر حق طلبی ہے تو اوس کی تفصیل ملاحظہ کیجئے۔ اس مقام پر ابن خلدون نے کئی پشتوں تک کسی کا سنہ وفات نہین بیان کیا بلکہ صرف تخت نشینی کی مدت بیان کی البتہ ابوالانصار کا سنہ وفات اور اوس کی سلطنت کی مدت دونوں بیان کی ہیں اب حساب کرنے سے صالح کا دعوی نبوت کا زمانہ بخوبی معلوم ہوسکتا ہے۔ ذیل کا نقشہ ملاحظہ کیا جائے۔

اس نقشہ سے صالح کی نبوت کا زمانہ اور اوس کی اولاد کی سلطنت کا وقت معلوم ہوتا ہے

نام	کیفیت	وفات	زمانہ سلطنت	حساب	سنہ جلوس
ابوالانصار عبداللہ	اُس کی وفات اور سلطنت کی مدت ابن خلدون نے لکھی ہے جس سے ظاہر ہے کہ سنہ ۲۹۷ھ میں یہ بادشاہ ہوا اور ۳۴۱ھ میں انتقال کرگیا۔	۳۴۱ سنہ ہجری	۴۴	۳۴۱ ۴۴ ۲۹۷	۲۹۷ سنہ ہجری
ابوغفیر محمد	یہ ابوالانصار کا باپ ہے۔	سنہ ۲۶۸ھ	۲۹	[illegible]	سنہ ۲۳۹ ہجری
یونس	یہ صالح کا پوتا اور ابوغفیر کا چچا ہے جب اسکے مرنے کے بعد اسکا بھتیجا ابوغفیر بادشاہ ہوا تو معلوم ہوا کہ ابوغفیر کا سنہ جلوس یونس کے وفات کا سنہ ہے۔	۲۶۸ سنہ ہجری	۴۴	۲۶۸ ۴۴ ۲۲۴	۲۲۴ سنہ ہجری
الیاس	یہ صالح مدعی نبوت کا بیٹا اور یونس کا باپ ہے جب اسکے مرنے کے بعد یونس	۲۲۴ سنہ	۵۰	۲۲۴ ۵۰ ۱۷۴	سنہ ۱۷۴ھ

نام	کیفیت	وفات	زمانہ سلطنت	حساب	سنہ جلوس
	بادشاہ ہوا تو معلوم ہوا کہ سنہ ۲۲۴ھ میں اس کی وفات اور سنہ ۱۷۴ھ میں اپنے باپ صالح کے بعد بادشاہ ہوا۔				
صالح بن طریف	یہی مدعی نبوت ہے اس کے دعویکا ظہور سنہ ۱۲۷ھ میں ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سنہ ۱۷۴ھ میں سلطنت چھوڑ کر اپنے بیٹے الیاس کو اپنا قایم مقام کر کے چلا گیا۔				

اس نقشہ سے یقینی طور سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ صالح بن طریف سنہ ۱۷۴ھ میں اپنے بیٹے الیاس کو سلطنت حوالے کر کے گیا ہے۔ اب اس نقشہ کو سیدھے طور سے جانچ لیجئے اور ذیل کا نقشہ ملاحظہ کیجئے۔

نام	ابتداے ظہور دعویٰ یا ابتداے سلطنت	انتہا	مدت دعویٰ یا تخت نشینی
صالح بن طریف	سنہ ۱۲۷ ہجری	سنہ ۱۷۴ ہجری	۴۷ برس
الیاس	سنہ ۱۷۴ھ	سنہ ۲۲۴ھ	۵۰
یونس	سنہ ۲۲۴ھ	سنہ ۲۶۸ھ	۴۴
ابو غفیر	سنہ ۲۶۸ھ	سنہ ۲۹۷ھ	۲۹
ابو الانصار	سنہ ۲۹۷ھ	سنہ ۳۴۱ھ	۴۴

اس نقشہ سے بھی پہلے نقشہ کی صحت ظاہر ہو گئی اب معلوم ہوا کہ صالح ۱۷۳ھ ہجری کو پورا کر کے ۱۷۴ھ میں گیا کیونکہ مورخ نے ابو الانصار کی موت کا جو سَن لکھا ہے وہ اسی حساب سے مطابق ہوتا ہے جو نقشہ میں لکھا گیا اب اسکا ثبوت کہ ۴۷ برس تک صالح نے دعویٰ کیا دو طور سے بخوبی ہوتا ہے اوّل مورخ کے بیان سے کہ وہ طریف کے مرنے کا ذکر کر کے لکھتا ہے و ولی مکانہ ابنہ صالح وکان من اهل العلم والخیر فیهم ثم انسلخ من آیات اللہ وانتحل دعوی النبوة الخ یعنی طریف کے مرنے کے بعد اوس کی جگہ اوس کا بیٹا صالح مالک ہوا یہ شخص عالم اور صاحب خیر تھا۔ مگر بادشاہ ہونے کے بعد آیات خداوندی سے علٰحدہ ہو کر جھوٹا دعوی نبوت کرنے لگا اور دوسرے قرآن کے نزول کا دعویٰ کیا۔ یہ سب بیان کر کے مورخ اسکے ابتدائے دعوے نبوّت یا اوس کے شہرت کے وقت کو بیان کرتا ہے اور لکھتا ہے وکان ظهور صالح هذا من سنة سبع وعشرین من المائه الثانیه من الهجرة یعنی صالح کے ظہور کا دعوی اور اوس کی شہرت کی ابتدا ۱۲۷ھ سے ہوئی کیونکہ دعوی کا ذکر مورخ پہلے بیان کر چکا ہے اب بالضرور ظہور صالح سے یہی غرض ہو سکتی ہے کہ اُس کے دعوی کا وقت یا دعوی کی شہرت کا وقت بیان کرتا ہے اس عرصہ میں صالح کہیں پوشیدہ نہیں تھا جس کے لئے ظہور کا وقت بیان کیا گیا البتہ اوس کا دعوی پوشیدہ تھا جس کا ظہور اس سن مذکور میں ہوا۔ اہل علم جن کو عربی عبارت کے سمجھنے کا ذوق ہے وہ یہی مطلب اس عبارت کا کہیں گے جو میں نے بیان کیا اس کا ثبوت بعد کی عبارت سے اور محاورہ اہل زبان سے گذشتہ حاشیہ میں بخوبی کر دیا گیا ہے اب مورخ کا یہ قول وخرج الی المشرق بعد ان ملك امورهم سبعا واربعین سنة یعنی بعد اس بات کے کہ سینتالیس برس رعایا کے تمام باتوں کا مالک رہا اور سیاسی اور مذہبی حکومت اوس کے اختیار میں رہی

(سلطنت چھوڑکر) مشرق کی طرف چلاگیا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ صالح کا زمانہ سلطنت
اور زمانہ نبوت ایک تھا جس سے معلوم ہوا کہ تخت نشین ہوتے ہی اس نے نبوّت کا
دعوی کیا اور ظاہر حالت سے بھی یہی پایا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کا باپ پہلے سے
بادشاہت حاصل کر چکا تھا اس لئے اوس نے اس کی تعلیم میں پوری توجہ کی ہوگی
اور چونکہ یہ خود بھی نیک تھا تو علم کا شائق بھی ہوگا اور اپنے باپ کے مرنے کے
پہلے ہی علم کے کمال درجہ کو پہنچ چکا ہوگا اور مزاج میں علو اور تکبر سما گیا ہوگا۔ اسلئے
تخت سلطنت پر بیٹھتے ہی اس کا خیال علو کمال مرتبہ کو پہونچ گیا اور یہی خیال دعویٰ نبوّت
کا باعث ہوا اور ۲۷ برس دعوی نبوّت کے ساتھ بادشاہت کی۔ الغرض اسمیں
کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ صالح نے کامل ۴۷ برس دعوی نبوت کیا اور سینتالیسویں
برس اپنے بیٹے کو بادشاہت دیکر چلا گیا۔ اس تاریخ میں اس کا کہیں اشارہ بھی
نہیں ہے کہ کسی خوف سے وہ چلا گیا بلکہ چلنے کے وقت اوس نے جو وصیتیں
اپنے بیٹے کو کیں اون سے اظہر من الشمس ہے کہ اوس نے پورے اطمینان کی
حالت میں سلطنت چھوڑ کر جانے کا ارادہ کیا۔ اور سلطنت چھوڑنے کی وجہ بجز اسکے
کوئی سمجھ میں نہیں آتی کہ قلبی حالت نے اوسے مجبور کیا۔ آخر ابراہیم ادہم اسی وجہ
بادشاہت سے علیحدہ ہو کر درویش ہو گئے۔ گو خیالات میں اور حالت میں
نوعی اختلاف ہو۔ مگر غرض یہ ہے کہ قلبی حالت ایسی ہو سکتی ہے کہ انسان
بادشاہت کو چھوڑ دے۔ جس وقت صالح نے جانے کا ارادہ کیا ہے۔
اوس وقت کوئی اوس کا مخالف اوس پر چڑھکر نہیں آیا تھا کسی بادشاہ
نے اوسے دھمکی بھی نہیں دی تھی بلکہ مورخ کسی مخالف کا ذکر بھی نہیں کیا
اوس کے قریب ہی امیہ کا جو بادشاہ تھا اوس سے ایسی دوستی اور رابطہ
تھا کہ جانے کے وقت اپنے بیٹے سے اوس سے رابطہ رکھنے کی وصیت کر گیا۔

پھر خوف کس کا اوسے ہوتا۔ بلکہ جانے کے وقت اوس کا یہ کہنا کہ ساتویں بادشاہ کے وقت میں میں پھر آؤں گا۔ اور اپنے بیٹے کو سلطنت حوالے کرنا۔ اور اُس کے جانے کے بعد اوس کی اولاد میں زور شور کے ساتھ سلطنت رہنا نہایت بدیہی دلیل ہے کہ وہ کسی خوف وخطر کی وجہ سے سلطنت سے علیحدہ نہیں ہوا۔ ایسا خیال وہی کرسکتا ہے جس کی عقل وفہم نے جواب دیدیا ہو۔

اب جو حضرات خدا اور رسول کے کلام پر ایمان رکھتے ہیں اور انھیں کتاب اللہ کے سمجھنے کا شوق ہے وہ غور سے ملاحظہ کریں کہ اس وقت میں نے سات بادشاہوں کا ذکر کیا یعنی فرعون۔ صالح بن طریف۔ الیاس۔ یونس۔ ابوغفیر۔ ابوالانصار۔ ابوالمنصور عیسی یہ ساتوں شخص باوجود کافر اور مفتری علی اللہ ہونے کے دنیا کے بادشاہ ہو گئے اور ۲۳ برس سے زیادہ اور بعض بہت زیادہ نہایت شان سے بادشاہت کرتے رہے۔

ان میں سے سب سے اوّل فرعون ہے جس نے چارسو برس کی عمر پائی اور حکومت کرتا رہا اور اُس وقت کے ایمانداروں کو یعنی بنی اسرائیل کو اقسام کی تکلیفیں دیتا رہا۔ اور پھر بادشاہت کے ساتھ خدائی کا دعوی بھی کیا اور اس قوت اور فایز المرامی سے کہ کوئی اوس کا مخالف نہیں ہوا جو اوسے ضرر پہنچاتا۔ اور اتنی مدت میں اوسے بخار تک نہیں آیا۔ یہ وہ عظیم الشان کافر ہے جس نے مخلوق کو اپنی خدائی کی طرف بلایا اور خدائے برحق سے انکار کرایا۔ جس کی مذمت بار بار قرآن مجید میں کی گئی ہے اور خاص طور پر اسے مفتری علی اللہ ٹھیرا کر قرآن میں ارشاد ہوا۔ کہ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی۔ یعنی جس نے خدا پر افترا کیا وہ ضرور خائب وخاسر رہا۔

(۲)
دوسرا صالح یہ وہی مدعی نبوت ہے جس کا ذکر ابھی کیا گیا جس نے ۴۷ برس تک باوجود جھوٹے دعوی وحی والہام اور مفتری علی اللہ ہونے کے بادشاہت کی اور تشریعی نبوت کا دعوی کیا اور اس مدت کے بعد بھی وہ خود مرا اور نہ مارا گیا بلکہ اپنے بیٹے کو

اس کا مطلب اور نتیجہ

اللہ تعالے نے آدم کو پیدا کیا اور اوسے تمام انسانوں اور جنوں کا سردار اور حاکم بنایا۔ پھر اون کو شیطان نے بہکایا اور جنت سے نکالا اور حضرت آدم کی حکومت شیطان کو ملی۔ اور اس لڑائی میں آدم کو ذلت اور رسوائی ہوئی۔ پھر اللہ تعالے نے مسیح موعود کو پیدا کیا تاکہ آخری زمانہ میں شیطان کو ہزیمت دی۔ یہ وعدہ خداوندی قرآن میں لکھا ہوا ہے"

مرزا صاحب کے اس بیان سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں مسلمانوں کو ادنھیں نہایت غور اور عبرت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے۔ **اوّل** یہ کہ حضرت آدمؑ اور شیطان سے لڑائی ہوئی اور حضرت آدم باوجود نبی بلکہ ابوالانبیا ہونے کے ناکام رہے اور شیطان کے مقابلہ میں انھیں ذلت ہوئی۔ یہاں تک کہ آپ کی سرداری اور حکومت شیطان کو مل گئی اور یہ اوس کے محکوم ہو گئے۔ **دوسرے** یہ کہ حضرت آدمؑ سے لیکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاے کرام کے وقت میں اور صحابہ کرام اور تمام اولیائے عظام کے زمانے میں شیطان کو ہزیمت نہیں ہوئی بلکہ تمام انبیا اور اولیا کے وقت میں شیطان کی حکومت رہی کسی اولوالعزم نبی نے بھی شیطان پر غلبہ نہیں پایا۔ اور نہ اللہ تعالے نے اُنھیں شیطان کے مغلوب کرنے کے لیئے پیدا کیا تھا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انبیا کی بعثت بیکار ہوئی کیونکہ انبیاے کرام اسی لیئے آتے ہیں کہ شیطان کو ہزیمت دین اور مخلوق خدا کو شیطان سے بچائیں۔

تیسرے نہایت عظیم الشان دعوے یہ ہے کہ مسیح موعود کو اللہ تعالے نے

دو مرتبہ اس مضمون کو لکھا ہے اوّل پہلے صفحہ کے حاشیہ میں اسے کسی قدر تفصیل سے لکھا ہے پھر تیسرے صفحہ کے حاشیہ پر یہی عبارت ہے جو یہاں نقل کی گئی ۱۲ ار

اس لئے پیدا کیا کہ آخر زمانے میں شیطان کو ہزیمت دی - یعنی اللہ تعالےٰ کے نزدیک مسیح موعود کا وہ مرتبہ ہے جو کسی ولی کا نہیں ہے کیوں کہ دنیا میں رسول اور پیغمبر بھیجنے کی بہت بڑی غرض تو یہ ہے کہ شیطان کو ہزیمت دیں یعنی کفر و شرک اور بد اعمالی کو مٹا دیں مگر یہ کسی نبی سے نہیں ہوا اس غرض کے لئے خاص مرزا غلام احمد بھیجے گئے اُنھوں نے آکر اس کام کو کیا - بھائیو کیا کسی مسلمان کا ایمان ان باتوں کو قبول کر سکتا ہے ؟ حاشا و کلا ان باتوں کا ایک نہایت خبیث نتیجہ یہ ہے کہ حضرت آدم سے لیکر حضرت ابراہیم ؑ حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب شیطان سے مغلوب رہے ان تمام انبیائے کرام کے وقت میں شیطان ہی حاکم رہا - اور تمام انبیائے کرام محکوم رہے -
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ سو برس کے بعد چودھویں صدی میں مسیح موعود یعنی مرزا غلام احمد نے شیطان کو مغلوب کیا - اور حضور انور ؐ کا جو ارشاد تھا کہ زمانوں میں میرا اور میرے صحابہ کا زمانہ عمدہ ہے یہ ارشاد غلط ہے -
(نعوذ باللہ)
بلکہ مسیح موعود یعنی مرزا غلام احمد کا زمانہ تمام زمانوں سے بہتر ہے کیونکہ شیطان کو ہزیمت اسی وقت ہوئی اس سے پہلے نہیں ہوئی تھی -
بھائیو ! کوئی مسلمان اس نتیجہ کو سُن سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں - **چوتھی بات** مرزا صاحب یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے قرآن مجید میں موجود ہے وعدہ الٰہی ہے کہ اوس کے خلاف نہیں ہو سکتا - حالانکہ قرآن مجید میں اس وعدے کا نشان بھی نہیں ہے -
طالبین حق ان عظیم الشان دعوؤں پر نظر کریں اور پھر اسے دیکھیں کہ کیسے غلط اور محض غلط دعوے ہیں جن کی غلطی کسی ذی علم پر پوشیدہ نہیں رہ سکتی - پھر

ایسے غلط دعوے کرکے تمام انبیائے کرام پر اپنی فضیلت ہی ثابت نہیں کرتے بلکہ سخت توہین کرتے ہیں۔ اب کوئی احمدی ہے کہ مرزا صاحب کے اِس دعوے کو قران مجید سے ثابت کرکے مرزا صاحب کو سچّا ثابت کرے یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ تمام احمدی ملکر تمام عمر سر مار ہیں۔ اب میں آخر میں مجبور ہوکر کہوں گا کہ جو حضرات ایسے غلط دعووں پر ایمان لاچکے ہیں جن کے قلوب ایسے صریح غلط دعووں کے ماننے سے تاریک ہوگئے ہیں اُن سے صداقت کی اُمید نہیں ہوسکتی اگرچہ وہ اپنی حالت کی وجہ سے معذور خیال کئے جائیں۔

حضرات۔ یہ ہیں مرزا صاحب کے دعوے جس سے ہمارے بھائی ناواقف ہیں اور مرزا صاحب کے قصیدہ نعتیہ دیکھکر اور وہ عاجزی کے الفاظ ملاحظہ کرکے (جن میں وہ اپنے تئیں خادم رسول اللہ صلعم اور احمد کا غلام کہہ کر مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں) مرزا صاحب کے معتقد ہیں اور اون سے حُسن ظن کر رہے ہیں۔ وہ وقت قریب تھا کہ جس طرح حضرت عیسےؑ کے مقابلہ میں بڑے زور سے کہہ چکے تھے کہ میں ہر شان میں اُن سے بڑھکر ہوں حضرت سرورِ عالم صلعم کے مقابلہ میں کہتے۔ مگر چونکہ مسلمان ہی اُن کے سلسلہ میں داخل ہوئے تھے۔ اس لئے وہ خائف رہے اور صاف طور سے ایسی تعلی نہ کرسکے اور چونکہ عیسائی اُن کی طرف متوجہ نہ ہوئے اِس لئے حضرت عیسےؑ کے مقابلہ میں صاف کہہ دیا۔

مرزا صاحب کا الہام

(۸) لولاک لما خلقت الافلاک

استفتاء، صـــ ۸۵

اس الہام کا نتیجہ

مرزا صاحب اپنی وحی میں یہ الہام بیان کرتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تو نہ ہوتا یعنی اللہ مجھے پیدا نہ کرتا تو آسمان و زمین پیدا نہ کرتا۔ تیرے ہی وجہ سے تمام عالم کو آراستہ کیا

عام طور پر مسلمانوں میں یہ روایت مشہور ہے اور سب یہی جانتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ مضمون ہے۔ مگر اب مرزا صاحب اس مضمون کو اپنا الہام بیان کرتے ہیں اور اپنی فضیلت میں یہ کلام الہی بتاتے ہیں۔ غور کے بعد اس کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ یہ فضیلت خاص میرے لیئے ہے رسول اللہ صلعم کے لیئے نہیں ہے۔ **دو وجہ** سے۔ **ایک** یہ کہ مرزا صاحب کا الہام ہے اور مرزا صاحب اپنے الہام کو ویسا ہی قطعی اور یقینی بتاتے ہیں جیسا قرآن مجید اوس میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے مرزا صاحب اپنے لئے تو اس فضیلت کو یقینی بتا رہے ہیں اب رہی **دوسری** جانب یعنی تیرہ سو برس سے تمام مسلمانوں کا یہ اعتقاد کہ یہ فضیلت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اس کا غلط ہونا مرزا صاحب کے اور بیان سے اظہر من الشمس ہوتا ہے کیونکہ اوّل تو اس روایت کو الفاظ کے لحاظ سے محدثین نے صحیح نہیں کیا اب اگر معنی کے لحاظ سے صحیح بھی ہو تو مرزا صاحب ازالۃ الاوہام میں لکھ چکے ہیں کہ حدیث اگر صحیح بھی ہو تو مفید ظن ہوگی و الظن لا یغنی من الحق شیئاً۔

پھر یہ ظنی ثبوت مرزا صاحب کے قطعی ثبوت کا کیسے مقابلہ کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ مرزا صاحب کے وہ اشعار بھی ملاحظہ کیجیئے جن میں احادیث نبویہ کی دھجیاں اڑائی ہیں وہ اشعار یہ ہیں۔

هل النقل شئ بعد ايحاء ربنا
فاى حديث بعده نختير (ص۵۶)
وقد مزق الاخبار كل ممزق
فكل بما هو عنده يستبشر (ص۵۷)
اخذنا من الحى الذى ليس مثله
وانتم من الموتى روايتم فعكروا (ص۵۷)
راينا وانتم تذكرون روايتكم
وهل من نقول عند عين تبصر (ص۶۹)

ترجمہ

اور خدا کی وحی کے بعد نقل کی کیا حقیقت ہے۔
پس ہم خدا تعالیٰ کی حدیث کے بعد کس حدیث کو مان لیں۔
اور حدیثیں تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں۔
اور ہر ایک وہ اپنی حدیثوں سے خوش ہو رہا ہے۔
ہم نے اوس سے لیا کہ وہ حی وقیوم اور وحدہ لاشریک ہے۔
اور تم لوگ مردوں سے روایت کرتے ہو۔
ہم نے دیکھ لیا اور تم اپنے راویوں کا ذکر کرتے ہو۔
اور کیا قصے دیکھنے کے مقابل پر کچھ چیز ہیں۔

ان اشعار میں مرزا صاحب اپنی وحی کے مقابل میں حدیثوں کو دو چیزوں سے تشبیہ دے رہے ہیں **ایک** تو ردی کاغذات سے یعنی جس طرح ردی کاغذات پھاڑ کر پھینک دئے جاتے ہیں اسی طرح میری وحی کے بعد حدیثیں پھاڑ کر پھینک دی گئیں۔ **دوسرے** تشبیہ قصے کہانی سے دی ہے یعنی جس طرح قصے کہانیاں لایق اعتبار نہیں ہوتیں خصوصاً جب وہ قصے چشم دید واقعات کے خلاف ہوں اسی طرح حدیثوں کو مرزا صاحب کہتے ہیں (احادیث نبویہ کی بے وقعتی عبرت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے) الحاصل اس فضیلت کا ثبوت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو حدیث سے ہوتا ہے اور حدیث کا غیر معتبر ہونا پوری طور سے مرزا صاحب نے بیان کر دیا اس لئے یہ فضیلت رسول اللہ صلعم کے لئے ثابت نہیں ہوتی اور مرزا صاحب کا الہام بقول اون کے چونکہ قطعی ہے اس لئے یہ فضیلت ان الفاظ کے ساتھ مرزا صاحب کے لئے قطعی الثبوت ہوئی۔ اب جو حضرات جناب رسول اللہ صلعم کو افضل المرسلین اور سید الاولین والاخرین مان چکے ہیں وہ ملاحظہ کریں کہ مرزا صاحب

اس عظیم الشان صفت کو اپنے لئے خاص کرتے ہیں ذرا خیال تو کیجئے کہ جب تمام عالم کے لئے علت غائی ٹھیرے اور ایسے محبوب اور پیارے اللہ کے ہوئے کہ زمین و آسمان اور سید الانس والجان کا وجود بھی انھیں کی وجہ سے ہوا تو اُن کی فضیلت کا کیا ٹھکانا ہے۔ اب تو تمام عالم ادن کا ظل ٹھیرا۔ اور تمام کمالات انسانی وجود کے تابع ہیں اور جب وجود انسانی مرزا صاحب کے وجود کا طفیلی ہوا تو تمام کمالات انسانی بھی مرزا صاحب کا طفیل ہوئے۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ تمام انبیاے کرام اور اولیاے عظام اپنے کمالات ولایت اور نبوت میں مرزا صاحب کے ظل ہوئے۔

الغرض اس الہام سے مرزا صاحب یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت سرور انبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وجود اور اپنے تمام کمالات میں میرے ظل ہیں۔ اصل میں ہوں۔ مگر سخت حیرت ہے کہ اِن کے پیرو اُن کی باتوں پر ایمان لانے والے اُن کے اس الہام کا مطلب نہیں سمجھتے اور مرزا صاحب کو ظلی نبی کہتے ہیں اگر مرزا صاحب نے کسی وقت اپنے آپ کو ظلی نبی کہا ہو تو ایسا ہی سمجھ لیں جیسا حضرت مسیحؑ کو پہلے اپنے سے افضل سمجھتے تھے اور پھر ہر شان میں اپنے آپ کو اُن سے افضل سمجھنے لگے۔ البتہ اِس قدر فرق ہے کہ عیسائیوں سے انھیں اُمید نہیں رہی تھی اس لئے علانیہ طور سے اُن پر اپنی فضیلت کا اظہار کر دیا۔ مسلمانوں سے اُنھیں امید تھی کہ یہی لوگ ہم پر ایمان لائیں گے اس لیے علانیہ فضیلت کا اعلان مصلحت کے خلاف سمجھنا البتہ ایسے الہامات ہو رہے تھے جن میں غور کرنے سے فضیلت ظاہر ہوتی ہے شاید بارش کی طرح وحی کا نزول نہیں ہوا تھا اس لئے اصلی مدعا بیان کرنے کی نوبت نہیں آئی اور منتقم حقیقی کا پیام آپہونچا اور مرزا صاحب کو بے وقت جانا پڑا۔ افسوس ہے کہ ہمارے بہت

برادران اسلام ان باتوں سے غافل ہیں اور انھیں خادم رسول جان رہے ہیں اور اونکی اندرونی حالت سے بے خبر ہیں افسوس۔

اب میں مرزا صاحب کا ایک الہام اور نقل کرتا ہوں جس سے مرزا صاحب اپنی بہت ہی عظیم الشان فضیلت تمام انبیا پر ثابت کرنا چاہتے ہیں یہ الہام نہایت لائق توجہ ہے۔

الحکم جلد ۹ نمبر ۷ مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۱۱ میں تو مرزا صاحب نے الوصیت عنوان قایم کرکے مضمون لکھا ہے اور طاعون کے غلبہ اور مخلوق کے تباہ ہونیسے بہت ڈرایا ہے اور اپنی طرف متوجہ کیا ہے پھر صفحہ ۱۲ کے آخر میں موٹی قلم سے لکھا ہے

تازہ الہامات

(۱) حضور کی طبیعت ناساز تھی حالت کشفی میں ایک شیشی دکھائی گئی جس پر لکھا ہوا تھا۔ خاکسار پیپرمنٹ

(۲) اِنَّمَا اَمْرُكَ اِذَا اَرَدْتَ شَيْئًا اَنْ تَقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔

یہ عربی الہام حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۰۵ کے پہلی سطر میں بھی لکھا ہے۔ اب دیکھا جائے کہ یہ عربی عبارت بہت تھوڑے تغیر سے قرآن شریف کی آیت ہے سورہ یسین کے آخر میں اللہ تعالے کی عظمت و شان کے بیان میں اس طرح ارشاد ہے اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔ یعنی اللہ تعالے کی یہ شان ہے کہ جب کسی چیز کے ہوجانے کا ارادہ کرے اوسے کہدے کہ ہوجا وہ فوراً ہوجائیگی۔

حاشیہ: کشف میں شیشی نظر آنا اور اوس پر پیپرمنٹ لکھا ہونا مرزا صاحب کے مخصوص مکاشفات سے ہے ایسے مکاشفات کسی اہل اللہ کو نہیں ہوئے۔ کیا کہنا ہے چودھویں صدی کے مسیح ہیں ۱۲

مرزا صاحب اپنے الہام میں اسی مضمون کو اپنے لئے بیان کرتے ہیں صرف فرق یہ ہے کہ اوس میں خدا تعالےٰ مرزا صاحب کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ تیری شان یا تیرا مرتبہ یہ ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے اور کہدے کہ وہ ہوجا فوراً ہوجائے گی ۔

اس کا حاصل یہ ہوا کہ خدا تعالےٰ کی وہ خاص صفت جس سے اوس کی کامل قدرت ہر شے پر ظاہر ہوتی ہے اور جو کسی وقت کسی ولی اور کسی عالی مرتبہ نبی کو بھی نہیں دی گئی ۔ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ مجھے دی گئی ۔ اس میں دو طرح سے کلام ہے ایک یہ کہ مرزا صاحب کا یہ الہام بتاتا ہے کہ جو قدرت اور فضیلت و مرتبہ مرزا صاحب کو دیا گیا وہ کسی نبی اور کسی بزرگ کو نہیں دیا گیا یہاں تک کہ حضرت سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی نہیں عنایت ہوا ۔ کیونکہ آپ نے کسی وقت اس مرتبہ پر پہنچنے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ قران مجید میں صرف اللہ تعالےٰ کی قدرت کے بیان میں یہ جملہ بیان ہوا یہ وہ عظیم الشان صفت ہے جس کی حد و انتہا نہیں ہے ۔ اس کے عطا ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے گویا اپنی خدائی مرزا صاحب کے حوالے کردی ۔ اور اپنا شریک بنا لیا اور مرزا صاحب وہی کام کرسکتے ہیں جو خدا تعالےٰ کرسکتا ہے صرف فرق یہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ خود ہی قادر تھا اور ہے اور مرزا صاحب کو خدا نے یہ قدرت دیدی اور اس خاص صفت میں اپنے شریک کرلیا ۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اپنی خدائی میں شریک کرلیا ۔ اور مرزا صاحب کو قادر مطلق کردیا ۔ اس بیان سے اظہر من الشمس ہوگیا کہ مرزا صاحب کو دعویٰ ہے کہ میں تمام انبیا سے بہت ہی افضل ہوں حضرت سید المرسلین سے بھی میرا مرتبہ بہت ہی عالی ہے کیونکہ اس الہام نے تو مرزا صاحب کو خدائی کے درجہ تک پہنچا دیا اور خدا تعالےٰ نے

بمنزلہ میرے توحید کے ہے اور تو میرے مثل ولد کے ہے۔ مرزا صاحب اپنے لئے یہ الہامات خداوندی بیان کرتے ہیں ہمارے بھائی انصاف فرمائیں کہ جو ایسا مقرب بارگاہ خداوندی ہو وہ اس عاجزی سے دعا کر کے مشتہر کرے اور پھر اوس دعا کا یہ نتیجہ ہو کہ اپنے اقرار کے بموجب تمام دنیا کے سامنے مفسد و کذاب ٹھہرے۔ یہ ہو سکتا ہے؟ اس میں غور کر کے مرزا صاحب کے باب میں فیصلہ کیجئے۔

ان دونوں حضرات کے علاوہ اور بھی مرزا صاحب کے مخالفین ہیں مثلاً مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کہ تا زندگی انسے سخت مقابلہ رہا بالآخر مرزا صاحب ہی ان حضرات کے سامنے نہایت حسرت کے ساتھ دنیا سے تشریف لیگئے اب یہ دیکھا جائے کہ فلاح پانے والے کون ہوئے۔

جو احمدی حضرات مسلمانوں کو ڈرایا کرتے ہیں کہ جو مرزا صاحب کے مخالف ہوا جس نے انہیں بُرے الفاظ سے یاد کیا وہ ضرور مرجائے گا یا مصیبت میں مبتلا ہوگا وہ بتائیں کہ یہ حضرات جن کا ذکر کیا گیا ان سے زیادہ مرزا صاحب کا مخالف کون ہے اور انہیں نہایت بُرا کہنے والا اون کے معائب کا ظاہر کرنے والا کون ہے۔ پھر دیکھئے کہ باوجود سخت مخالفت کیسے کامیاب رہے اور صرف مرزا صاحب ہی ان کے سامنے ہلاک نہیں ہوئے بلکہ اون کے خلیفہ اعظم اور جانشین اوّل بھی ان حضرات کے روبرو ہلاک ہوئے اور انہیں کے سامنے مرزا صاحب کی جماعت میں نہایت تفرقہ پڑ گیا اور دو تین گروہ ہوگئے اور ہر ایک گروہ کی فضیحت کن حالات اخباروں میں شائع ہو رہے ہیں۔ اخبار وطن وغیرہ ملاحظہ کیا جائے۔ اگر بقول بعض مرزائیان انہیں ڈھیل دی گئی تو یہ فرمائے کہ بعض مخالف جو مرزا صاحب کے سامنے انتقال کر گئے تو مرزا صاحب نے کیوں غل مچایا اور

اپنی مخالفت کا نتیجہ ظاہر کیا کیونکہ جس طرح یہاں ڈھیل دینے کے لئے کہا جاتا ہے ایسا ہی اون کے متبعین یہ کہیں گے کہ اوس وقت مرزا صاحب کو ڈھیل دی گئی تھی اور اس ڈھیل دینے کی عمدہ وجہ وہ یہ پیش کر سکتے ہیں کہ مشیت الہی نے یہ قرار دے رکھا تھا کہ وہ اپنے ایک سخت مخالف کی پیشین گوئی کے مطابق ہلاک ہوں اور کاذب قرار پائیں اور دوسرے مخالف کے مقابلہ میں علانیہ طور سے اپنے اقرار سے مفسد و کذاب ثابت ہوں اگر اس سے پہلے مرتے تو اس امر حق کا ثبوت اس طور سے نہ ہوتا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

اب میں پھر آپ کو اصلی مطلب کی طرف توجہ دلاتا ہوں گذشتہ بیان سے اظہر من الشمس ہوگیا کہ دنیا میں کسی قسم کی فلاح ایمان اور صداقت کی علامت نہیں ہے۔ کیونکہ منکر خدا اور منکر رسول اور ہر قسم کے مفتری اور جھوٹے بہت کچھ کامیاب ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ بالتخصیص یہ بھی دکھادیا گیا۔ کہ جھوٹے مدعی وحی والہام بھی بہت کچھ کامیاب ہوے یہانتک کہ بادشاہ ہوگئے بے شمار خلق نے اونھیں نبی و رسول مانا اور اون کے اعتقاد کی یہ نوبت پہنچی کہ لاکھوں نے اونھیں سجدہ کیا۔ اور سیکڑوں برس تک اونکی کامیابی کا آفتاب چمکتا رہا۔ اور دعوے نبوت و رسالت کا پھریرہ اڑتا رہا۔

حاشیہ: لہ منکر خدا میں فرعون کی کامیابی دکھائی گئی۔ اور مفتری اور جھوٹوں میں صالح بن طریف اور اوس کی اولاد کی فیروزمندی اور بادشاہت دکھائی گئی۔ اور اس وقت کی حالت مشاہدہ ہو رہی ہے دیکھا جائے کہ آریہ کس قدر مخالف اسلام ہیں اسی طرح پادریوں کو دیکھا جائے پھر اون کی ترقی اور کامیابی کو ملاحظہ کیا جائے۔ یہ بھی خیال رہے کہ اس کامیاب جماعت میں وہ بھی ہیں جنھوں نے وحی والہام کا جھوٹا دعوی کیا جن کی کامیابی سے مرزا صاحب انکار کرتے ہیں ۱۲

ان میں وہ لوگ بھی تھے جو بالاتفاق جھوٹے اور مفسد تھے۔ اور اُن حضرات کی کامیابی کو بھی دکھایا جو خاص مرزا صاحب کے مخالف ؎۱ تھے جن کی ناکامی اور موت کے لئے مرزا صاحب نے اڑیہی سے چوٹی تک زور لگایا مگر اون کا کچھ نہ ہوا بلکہ مرزا صاحب ہی ناکام رہے اور جنھیں وہ مفسد و کذّاب کہتے تھے وہ ہی کامیاب ہوئے۔

اَب دوسرے پہلو پر نظر کیجئے اور بعض مومنین کاملین کی حالت ملاحظہ فرمائیے۔ اگرچہ قرآن مجید میں عام سچے مسلمانوں کے لئے فلاح کو خاص کیا ہے مگر ہم بعض مومنین کاملین کی ناکامی دکھاکر یہ ثابت کریں گے کہ قرآن مجید میں فلاح سے مراد دنیا کی کامیابی ؎۲ نہیں ہے۔ کیونکہ دنیا کی ناکامی اگرچہ نہایت درجہ کی ہو مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ شخص مسلمان نہیں ہے یا یہ مدعی جھوٹا ہے۔ خوب متوجہ ہو کر دیکھئے۔ کامل مسلمانوں میں سب سے اعلیٰ مرتبہ انبیائے کرام علیہم السّلام کا ہے اس لئے میں بعض انبیا کی حالت دکھاتا ہوں اور اُن میں سے حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا اور حضرت ایوب علیہم السّلام کی حالت پیش کرتا ہوں ذرا عبرت کی نگاہ سے دیکھئے۔ ان میں حضرت یحییٰ علیہ السلام وہ ہیں جنھیں مرزا صاحب حضرت عیسیٰؑ سے بہت افضل بتاتے ہیں (رسالہ دافع البلا کا صفحہ آخر ملاحظہ کیا جائے۔) اور قران مجید میں اون کی

؎۱ اس کی نظیر میں ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب جو الہام کے بھی مدعی ہیں۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی عبد الحق صاحب غزنوی پیش کئے ہیں آخر الذکر مولوی صاحب وہ ہیں جنھوں نے مرزا صاحب سے مباہلہ کیا تھا اور کامیاب ہوے تھے۔ ۱۲

؎۲ اس کی تحقیق کہ فلاح مومنین سے کیا مراد ہے اسی رسالہ کے آخر میں بیان کیجائیگی انشاء اللہ تعالےٰ ۱۲

فضیلت خاص طور سے بیان ہوئی ہے اور علماے محققین نے اُنھیں سید الشہدا کہا ہے۔

حضرت یحیٰ علیہ السلام

حضرت یحیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماموں اور ہم سن تھے صرف چھ مہینے بڑے تھے بعض کہتے ہیں کہ تین برس آپ کی تعریف میں تفسیر درمنثور میں ایک حدیث نقل کی ہے اوس کا نقل کردینا کافی ہے جس سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت اور حضرت یحیٰ علیہ السلام کی مرتبت ظاہر ہوتی ہے۔ صحابہ کرام انبیا کی فضیلت ذکر کر رہے تھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے دریافت فرمایا کہ کیا ذکر کر رہے ہو صحابہ نے عرض کیا جن انبیا کی فضیلت کا ذکر اُس وقت آیا اون میں حضرت یحیٰؑ کا ذکر نہیں تھا۔ فقال اما انہ لا ینبغی ان یکون احد خیرا من یحیٰ بن زکریا اما سمعتھم اللہ کیف وصفہ فی القرآن یا یحیٰ اخذ الکتاب بقوۃ الخ قرآن مجید میں جو اوصاف حضرت یحیٰ کے آئے ہیں اوس کی بنا پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خیال صحابہ سے ظاہر فرمایا کہ زیبا نہیں ہے کہ یحیٰ پر کسی کو فضیلت ہو تم نے اللہ کا کلام نہیں سنا اللہ تعالےٰ قرآن میں اونکی کیسی تعریف کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے یحیٰ کتاب مضبوط پکڑ الخ آپ لڑکپن ہی سے بڑے عابد پرہیزگار اور اعلیٰ درجہ کی فہم رکھتے تھے ایک روز لڑکوں نے آپ سے کھیلنے کو کہا تو فرمایا کہ ہم اس لئے نہیں بنائے گئے۔ آپ کی خوراک درختوں کی پتی اور جنگل کی گھاس تھی۔ آپ کے پاس دنیا کے مال و متاع سے کچھ بھی نہ تھا اور نہ رہنے کو مکان تھا۔ کمل پہنتے اور جہاں رات ہوتی پڑ رہتے۔ عبادت کرتے کرتے آپ بالکل نحیف و لاغر

ہو گئے تھے۔ اور خوف خدا سے روتے روتے آپ کے رخساروں کا گوشت جاتا رہا تھا۔ جس سے آپ کی داڑھیں معلوم ہوتی تھیں جس پر آپ کی والدہ نے دو ٹکڑے سوتی کپڑے کے رکھدے تھے تاکہ دانت کو ڈھانک لے۔ خدا تعالٰے کی خشتیہ اور زہد ایسا غالب تھا کہ دنیا کی کسی شے پر نظر نہیں پڑتی تھی اور نہ دنیا کی کوئی خواہش آپ کے دل میں پیدا ہوتی تھی۔ اسی لئے تمام عمر آپ نے عورت کی صورت نہیں دیکھی۔ آپ کے والد حضرت ذکریا اگر وعظ فرماتے اور اوس میں آپ ہوتے تو حضرت ذکریا آپکے خیال سے دوزخ وجنت کا ذکر نہ فرماتے۔

یہاں آپ کے تمام عمر کی گذران پر نظر کی جائے کہ کس عسرت اور تنگی سے آپنے اپنی زندگی بسر کی۔ اب اہل دنیا اور مرزا صاحب ایسے سخت گذران کو کیا کہیں گے اور اُس وقت جو حضرت یحیٰؑ کے مخالف تھے وہ آپ کو کسقدر نامراد اور ناکام کہتے ہوں گے۔ اور خصوصاً اس واقعے سے جو انجام کار آپ کے ساتھ پیش آیا اور باوجود نہایت عالی مرتبہ نبی ہونے کے کس مظلومانہ حالت سے شہید کئے گئے تقریباً تیس ۳۰ برس کی عمر میں بادشاہ نے آپ کو قید کیا اور دو برس قید میں رہے حضرت عیسےٰ علیہ السلام ابھی آسمان پر اوٹھائے نہیں گئے تھے کہ آپ کا سر مبارک بادشاہ نے کٹوا کر آپکے مخالف دشمن کے حوالے کیا۔

غرضنکہ ۳۲ برس کا آپ کا سن تھا کہ آپ شہید کئے گئے۔ آپ کی پوری حالت بیان کرنے کے لئے تو ایک رسالہ ہونا چاہیئے۔ اس مقام پر صرف اس امر کی ضرورت ہے کہ آپ کے شہید ہونے کا ذکر کیا جائے۔

اس لئے میں نہایت معتبر شہادتوں سے اس کا ثبوت پیش کرتا ہوں

اور اس قدر کتب تفاسیر اور تواریخ وغیرہ کے حوالے آپ کو دکھاتا ہوں کہ آپ کو بجز سر تسلیم خم کرنے کے کچھ چارہ نہ ہوگا۔

کتب تفاسیر

نمبرشمار	نام تفسیر	اصل عبارت	حاصل مطلب
۱	تفسیر عزیزی	وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ یعنی ومی کشتند پیغمبران راچنانچہ حضرت شعیاو ذکریا ویحیی علیہ السلام را کشتند وحضرت عیسیٰ علیہ السلام رانیز بزعم خود بردار کشیدند	یہود نے پیغمبروں کو شہید کیا چنانچہ حضرت شعیاؑ کو اور ذکریا اور یحییٰ کو قتل کیا اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو بھی اپنے گمان میں سولی دیدی۔
۲	بیضاوی صفحہ ۷۹	وَقَتْلِهِمُ الْاَنْبِيَاءَ فَاِنَّهُمْ قتلوا شعیا و ذکریا ویحیی وغیرہم علیہم السلام	بلاشبہ یہود نے حضرت شعیا اور حضرت ذکریا اور حضرت یحییٰ وغیرہ کو قتل کیا علیہم السلام
۳	مدارک مطبوعہ بمبئی	وقد قتلت الیہود شعیا و ذکریا ویحیی صلوٰۃ اللہ علیہم صفحہ ۳۱	یہود نے حضرت شعیا اور حضرت ذکریا اور حضرت یحییٰ کو قتل کیا۔
۴	جلالین مطبوعہ ہندو پریس	وفریقا تقتلون ای قتلتم ذکریا و یحیی	یعنی تم نے قتل کیا حضرت ذکریا اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کو
۵	معالم التنزیل مطبوعہ بمبئی	وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ - ای قتلتم مثل ذکریا ویحیی وشعیا وسائر من قتلوا من الانبیاء علیہم السلام	یہود سے خطاب ہے کہ تم نے قتل کیا۔ ذکریا کو یحییٰ کو اور شعیا کو اور سوا انکے اور انبیا کو علیہم السلام۔

یہ تفسیر امام نووی محدث علیہ الرحمہ کی ہے

نمبر شمار	نام تفسیر	اصل عبارت	حاصل مطلب
۶	مراح اللبید مطبوعہ مصر مصنفہ امام نوویؒ جلد اوّل	روی ان الیھود قتل سبعین نبیاً فی اول النھار ولم یغتموا حتی قاموا فی آخر النھار یتسوقون مصالحاً وقتلوا ذکریا ویحیٰ وشعیا وغیرھم من الانبیاء علیہم السلام۔	امام نووی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہود نے ابتداے دن میں ستر انبیا کو قتل کیا اور اس کا کچھ غم والم انھیں نہ ہوا یہانتک کہ سہ پہر کو اپنے کام کیلئے بازار گئے اور حضرت ذکریا اور یحیٰ اور شعیا وغیرہ کو قتل کیا علیہم السلام
	ایضاً جلد ۲	لم نجعل لہ من قبل سمیاً ای شبیھاً فی الفضل والکمال فانہ لم یعص ولم یھم بمعصیۃ من حال الصغر وانہ صار سید الشھداء علی الاطلاق	حضرت یحیٰ کی تعریف میں اللہ کا ارشاد ہے کہ ہم نے اوس کا سا صاحب فضل و کمال کسیکو نہیں کیا۔ اونھوں نے بچپن سے آخر عمر تک گناہ کرنا تو کیسا گناہ کا خیال بھی نہیں کیا اور جتنے انبیا اور اولیا وغیرہ شہید ہوئے مرتبہ شہادت میں سب کے سردار آپ ہوئے۔" اسکی وجہ یہی معلوم ہوتی ہی کہ آپکی شہادت کا واقعہ نہایت ہی عبرت خیز ہی جسکا ذکر آئندہ آئیگا۔
۷	الوجیز فی تفسیر القرآن العزیز	ففریقاً کذبتم مثل عیسیٰ ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم وفریقاً تقتلون مثل یحیٰ وذکریا	تم نے انبیا کے ایک گروہ کی تکذیب کی جیسے عیسیٰ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ایک گروہ کو قتل کیا مثلاً یحیٰ اور ذکریا کو (علیہما السلام)
۸	نیشاپوری بر حاشیہ طبری ج اول	وقتلھم الانبیاء وقد قتلت	یہود ملعون نے شعیا اور ذکریا اور یحیٰ وغیرہ کو

نمبر شمار	نام تفسیر	اصل عبارت	حاصل مطلب
		الیھود لعنوا شعیا و ذکریا و یحیٰ و غیرھم	پہلا شبہ قتل کیا۔(علیھم السلام)
۹	مظھری جلد اول ص۵۸	روی ان الیھود قتلت سبعین نبیا فی یوم واحد اول النھار	مروی ہی کہ یہود نے ایک دن میں ستر انبیا کو قتل کردیا۔
	ایضاً ص۶۲	ای قتلتم مثل ذکریا و یحیٰ وشعیا و غیرھم	تم نے (یہود نے) حضرت ذکریا اور حضرت یحیٰ اور حضرت شعیا کو قتل کیا۔
۱۰	کشاف جلد اول ص۹۵	ذلک ای بسبب کفرھم وقتلھم الانبیاء وقد قتلت الیھود لعنوا شعیا و ذکریا و یحیٰ و غیرھم	یہود ملعون نے حضرت شعیا اور زکریا و یحیٰ و غیرہم کو قتل کیا
۱۱	رحمانی ص۴۶	ویقتلون النبیین شعیا و ذکریا و یحیٰ و غیرھم علیھم السلام	یہود نے قتل کیا شعیب کو اور ذکریا اور یحیٰ وغیرہ کو علیہم السلام۔
۱۲	تفسیر خازن صفحہ ۶۵	یروی ان الیھود قتلت سبعین نبیا فی اول النھار وقامت الی السوق بقلھا فی آخرہ وقتلوا ذکریا و یحیٰ و شعیا و غیرھم من الانبیاء	روایت ہی کہ یہود نے ابتدائے دن میں ستر انبیا کو قتل کیا اور دن کے آخر میں اپنے بازار کا کام کیا اور حضرت ذکریا اور یحیٰ اور شعیا وغیرہ انبیا کو قتل کیا۔

نمبر شمار	نام تفسیر	اصل عبارت	حاصل مطلب
۱۳	تفسیر علامہ ابو السعود برحاشیہ تفسیر کبیر صفحہ ۵۴۷	وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ كشعيا وزكريا ويحيى عليهم السلام	یہود نے انبیا کو قتل کیا مثلاً حضرت شعیا کو اور حضرت ذکریا اور حضرت یحیی کو علیہم السلام
۱۴	درمنثور صفحہ ۲۶۳ جلد ۴	قال النبي صلى الله عليه وسلم اين الشهيد ابن الشهيد يلبس الوبر ويأكل الشجر مخافة الذنب يحيى بن زكريا عليه السلام	صحابہ انبیاؤں کی فضیلت کا ذکر کر رہے تھے آنحضور رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا کہ شہید کے بیٹے شہید کہاں ہیں انکا ذکر نہیں کرتے جو کمبل پہنتے تھے اور پتے کھاتے تھے یعنی یحیی ذکریا کے بیٹے علیہم السلام۔ یہاں صاف حدیث سے حضرت یحیی اور ذکریا علیہم السلام کا شہید ہونا ثابت ہوا۔ تفسیر درمنثور کے حوالے مرزا صاحب نے اپنے دعوے کے اثبات میں بہت دیے ہیں اس لئے انکے متبعین کو ضروری ہے کہ اس روایت کو وہ تسلیم کریں۔ حدیث کا یہ ٹکڑا کنز العمال میں ابن شہاب زہری سے مرسل مروی ہے اور اب مرزائی انکے کنز العمال کے حوالے دیکھے جاتے ہیں اسلئے یہ روایت بھی انہیں ماننا ہوگی۔ غرضکہ حضرت یحیی اور حضرت ذکریا کا شہید ہونا حدیث مرفوع اور حدیث مرسل دونوں سے ثابت ہوگیا۔
	ایضاً جلد اول صفحہ ۷۳	وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ اخرج ابو داؤد الطيالسي عن ابن مسعود قال كانت بنو اسرائيل في اليوم تقتل ثلث مائة نبي ثم يقيمون	حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا یہ حال تھا کہ اکثر روز تین سو انبیا کو قتل کیا۔ اور پھر دوسرے وقت بازار ہاٹ کا کام کیا۔ یعنی ایسے برگزیدگان خدا کے قتل کی کچھ پرواہ نہیں کی۔

نمبرشمار	نام تفسیر	اصل عبارت	حاصل مطلب
		سوق بقتلهم فی آخر النهار	اس روایت کو ابو داود طیالسی نے نقل کیا ہے۔
۱۵	النہر الماد برحاشیہ بحر محیط ۲۳۶ جلد اول	وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ - يحيى وشعيا وذكريا قيل قتلوا ثلث مائة نبي او سبعين	یہود نے انبیا کو قتل کیا یعنی حضرت یحیٰ اور شعیا اور حضرت ذکریا کو یہ بھی کہا گیا ہے کہ تین سو انبیا کو بنی اسرائیل نے قتل کیا یا ستر کو یعنی دونوں روایتیں ہیں۔
۱۶	بحر محیط جلد اول صـ ۲۳۶	وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ قتلوا يحيى وشعيا وذكريا وروي عن ابن مسعود قتل بنو اسرائيل سبعين نبيا وفي رواية ثلث مائة نبي في اول النهار وقامت سوق بقتلهم في آخره	یہود نے حضرت یحیٰ اور شعیا اور ذکریا کو قتل کیا اور حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل نے ستر نبیوں کو قتل کیا۔ اور ایک روایت میں تینسو انبیا کو
۱۷	تفسیر ابن عباسؓ حاشیہ درمنثور جلد اوّل صـ ۳۹	وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ - وَفَرِيقًا قتلهم يحيى وذكريا عَلَيْهِ السَّلَام	حضرت عبداللہ ابن عباس صحابی رضی اللہ عنہ کی تفسیر جو مشہور ہے اوس میں بھی وہ فرماتے ہیں کہ یہود کے ایک گروہ نے حضرت یحیٰ اور حضرت ذکریا کو قتل کیا۔
۱۸	جمل جلد اوّل صـ ۷۲	روي ان اليهود قتلت سبعين نبيا في اول النهار ولم يبالوا ولم يغتموا حتى	مروی ہے کہ یہود نے ایک دن دوپہر سے پہلے ستر انبیا کو قتل کیا اور کچھ پرواہ اسکی نہ کی کہ ہم نے خدا کے برگزیدہ رسولوں پر

نمبر شمار	نام تفسیر	اصل عبارت	حاصل مطلب
		قاموا فی آخر النہار یسوقون مصالحہم وقتلوا ذکریا ویحیٰ و شعیا وغیرہم من الانبیاء	ظلم کیا یہاں تک کہ سہ پہر کو بازار ہاٹ کا کام بے تکلف کیا اور حضرت ذکریا اور حضرت یحییٰ اور حضرت شعیا وغیرہ انبیا کو بھی قتل کیا
۱۹	کبیر ج ۲ صفحہ ۶۶۴	قال ابن عباس ثم قتل یحیٰ قبل رفع عیسے علیہما السلام	حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے اوٹھائے جانے سے پہلے یحیٰ قتل کیے گئے۔
	ایضاً	ویوم یبعث حیا وانما قال حیا تنبیہا علی کونہ من الشہداء لقولہ تعالیٰ بل احیاء عند ربہم یرزقون	حضرت یحیٰ کی نسبت اللہ تعالے کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز حالت زندگی میں اوٹھائے جائیں گے۔ امام رازی اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ لفظ حیا نے متنبہ کر دیا کہ حضرت یحیٰ شہید ہوئے ہیں کیونکہ اللہ تعالے شہیدوں کی نسبت فرماتا ہے کہ وہ اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں جب حضرت یحیٰ کی نسبت خاص طور پر ارشاد خداوندی ہے کہ وہ قیامت کے روز زندہ میدان حشر میں لائے جائیں گے بغیر مر کر جلائے جانا اور میدان حشر میں اوٹھایا جانا تو حضرت یحیٰ سے مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام مخلوق کا یہی حال ہوگا۔ تو حضرت یحیٰ کی نسبت یہ کہنا کہ وہ زندہ اوٹھائے جائیں گے

نمبر شمار	نام تفسیر	اصل عبارت	حاصل مطلب
			اسی غرض سے ہے کہ وہ شہید ہو کر اللہ کے پاس زندہ رہے اور اسی زندگی کی حالت میں میدان حشر میں آکھڑے ہونگے حضرت یحیٰی کے شہید ہونے پر امام رازی کا عمدہ استدلال ہے۔ الحاصل حضرت یحیٰی کا شہید ہونا امام رازی قرآن مجید سے ثابت کرتے ہیں اور اس سے پہلے قول میں حضرت عبد اللہ بن عباس کے قول سے اونکا شہید ہونا بیان کیا تھا امام رازی کی تفسیر کا حوالہ مرزا صاحب اپنے قول کے ثبوت میں شد و مد سے پیش کرتے ہیں انجام آتھم دیکھا جاوے اس سے معلوم ہوا کہ تفسیر کبیر بہت مستند تفسیر ہے۔
۲۰	ابو السعود۔ جلد ۲ ص ۲۶۲	قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ان یحیی کان اکبر من عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام بستۃ شہر وقیل بہ ثلث سنین وقتل قبل رفع عیسیٰ علیہ السلام بمدۃ یسیرۃ	عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ یحیٰی عیسیٰؑ سے چھ مہینے بڑے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ تین برس اور حضرت عیسیٰؑ کے اوٹھائے جانے کے کچھ دنوں پہلے حضرت یحیٰی قتل کیے گئے۔
۲۱	روح المعانی	سمی یحیٰی لانہ علم اللہ	صاحب روح المعانی نے یحیٰی نام رکھنے کی

نمبر شمار	نام تفسیر	اصل عبارت	حاصل مطلب
	جلد اول صفحہ ۵۰	سبحانه ان یستشهد والشهداء احیاء عند ربهم یرزقون	وجہ بیان کی ہیں ایک وجہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت یحیٰی کا نام اللہ تعالےٰ نے یحیٰی اس لئے رکھا کہ اللہ کے علم میں وہ شہید ہونیوالے تھے اور شہدا اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اونھیں موت نہیں ہے اور یحیٰی کے معنی زندہ کے ہیں۔ اس لئے اونکا نام یحیٰی رکھا گیا۔ یعنی ہمیشہ زندہ رہیں گے۔
؍	ایضاً صفحہ ۲۲۹	ویحیی علیه السلام انما قتل لقصة تلك المرءة لعنها الله تعالی وكذلك ذكريا الخ	حضرت یحیٰی اور ذکریا اوس ملعونہ عورت کے قصہ کی وجہ سے قتل کیے گئے (جس کا ذکر آئندہ آئے گا)
۲۲	فتح البیان جلد ا صفحہ ۱۲	لان الانبیاء لم یعارضوهم فی مال ولا جاه بل ارشدوهم الی مصالح الدین والدنیا كما كان من شعیا وذكريا ويحيى فانهم قتلوهم وهم يعلمون ويعتقدون انهم ظالمون وانما حملهم على ذلك حب الدنيا واتباع الهوى۔	انبیا (علیہم السلام) نے کبھی مال اور جاہ میں جھگڑا انہیں کیا بلکہ دین اور دنیا کے مصالح کی طرف اونھیں ہدایت کی مثلاً حضرت شعیا اور ذکریا اور یحیٰی (علیہم السلام) نے مگر انھوں نے ان انبیا کو قتل کیا حالانکہ جانتے تھے کہ ہم ظالم ہیں اور دنیا کی محبت اور نفس کی پیروی نے اونھیں اس پر آمادہ کیا تھا۔ مرزائیوں کی حالت سے اسکا معاینہ ہو رہا ہے قتل کرنے سے تو

نمبر شمار	نام تفسیر	اصل عبارت	حاصل مطلب
۲۲	فتح البیان جلد ا صفحہ ۱۲		مجبور ہیں مگر اور سب کچھ کر رہے ہیں جنھیں کوئی سچا مسلمان نہیں کر سکتا۔
"	"	عن ابن مسعود قال کانت بنو اسرائیل فی الیوم تقتل ثلث مائة نبی ثم یقیمون سوق بقلهم فی آخر النهار	عبداللہ بن مسعود رض فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا یہ حال تھا کہ ایک دن میں اُنھوں نے تین سو انبیا کو قتل کیا اور شام کو ترکاری کا بازار لگایا یعنی کچھ پرواہ نہیں کی۔
۲۳	الفتوحات الالٰهیه جلد اول ص ۲۷	قوله وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ الخ روی ان الیهود قتلت سبعین نبیا فی اوّل النهار ولم یبالوا ولم یغتموا حتی اقاموا فی آخر النهار ینسوقون مصالحهم وقتلوا ذکریا ویحیی وشعیا وغیرهم من الانبیاء	روایت ہے کہ یہود نے ستر انبیا کو سویرے شہید کر دیا اور کچھ پرواہ نہ کی اور ایسے بے پرواہ ہوئے کہ شام کو بازار کے کام کئے اور ذکریا اور یحیی اور شعیا وغیرہ کو قتل کیا۔ انبیا کے قتل کی تعداد بعض روایتوں میں تین سو ہے اور بعض میں ستر ہے اسکی ظاہر وجہ یہ ہے کہ قتل کا ایک واقعہ نہیں ہے متعدد واقعے ہیں کسی وقت ستر انبیا کو قتل کیا اور کسی وقت تین سو کو یہ دونوں واقعے علحدہ علحدہ روایت ہوتے چلے آتے ہیں۔

یہ ۲۳ تفسیروں کی شہادتیں پیش کی گئیں اب چند مورخین کی گواہیاں بھی ملاحظہ ہوں

عبارات کتب تواریخ

نمبر شمار	نام کتاب	اصل عبارت	مطلب
۱ ۲۴	تاریخ طبری جلد ۲ صـ۱۳ و صـ۱۴	ان یحییٰ قتل قبل ان یرفع عیسیٰ قالت حاجتی ان تذبح لی یحییٰ بن ذکریا فقال سلینی غیر هذا قالت ما اسئلک الا هذا قال فلما ابت علیه دعا یحییٰ ودعا بطست فذبحه انتہی ملتقطاً۔	علامہ مورخ طبری لکھتے ہیں کہ حضرت یحییٰ ع حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے سے پہلے شہید کیے گئے اور مورخ مذکور حضرت یحییٰ ع کی شہادت کی وجہ اس طرح روایت کرتا ہے کہ اُس وقت کا بادشاہ اپنی بھتیجی پر فریفتہ تھا اور اُس سے نکاح کرنا چاہتا تھا (اور بسبب ممنوع ہونیکے حضرت یحییٰ اوسے منع کرتے تھے) ایکروز وہ آئی اور بادشاہ نے اُس سے کہا تو کیا مانگتی ہے اوس (ملعونہ) نے کہا کہ حضرت یحییٰ کو ذبح کر کے مجھے دیدے بادشاہ نے کہا کچھ اور مانگ لڑکی نے کہا میں اور کچھ نہیں مانگتی یہی مانگتی ہوں بادشاہ نے حضرت یحییٰ کو بلایا اور ایک طشت منگایا اور سر مبارک کاٹکر اس میں رکھدیا۔ اسکے بعد مورخ نے حضرت یحییٰ کے قتل کرنیکی مفصل وجہ صفحہ ۱۴ و ۱۵ میں حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے۔

نمبر شمار	نام کتاب	اصل عبارت	مطلب
۲ ۲۵	ابن خلدون جلد ۲	وقتل فیہم یحیی صلواة اللہ علیہ وقد ذکر فی قتلہ اسباب کثیرہ صفحہ ۱۴۳ اختصار کے خیال سے پوری عبارت نقل نہیں کیگئی صرف حضرت یحیٰ کے قتل کے متعلق جملہ لکھدیا گیا ہے۔	ابن خلدون نے حضرت عیسےٰؑ کی پیدائش اور اونکی نبوت اور آسمان پر اوٹھائے جانے کے ذکر میں حضرت یحیٰؑ کی ولادت اور شہادت کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اوس وقت یہود کا بادشاہ ہیرودس تھا اور بڑا شریر اور فاسق تھا اوس نے کتنے حقانی علما کو قتل کیا اور حضرت یحیٰ کو بھی شہید کر دیا۔ اور آپکے شہید کردینے کے مختلف وجوہ بیان کئے گئے ہیں۔
۳ ۲۶	تاریخ طبری فارسی جلد دوم صفحہ ۲۴۵	پس ملک دراں مستی بفرمود کہ سر یحیٰ را بیاورند۔ و یحیٰ علیہ السلام را سر ببریدند و در طشتے نہادہ بہ پیش ملک بردند وملک آں طشت را با سر بریدہ یحیٰ علیہ السلام پیش آں دختر نہاد۔	تاریخ طبری فارسی میں علامہ ابوعلی محمد نے حضرت مریمؑ کے انتقال اور حضرت یحیٰؑ کے شہید ہونیکی نسبت خاص باب منعقد کر کے حضرت یحیٰ کے شہید ہونیکی حالت لکھی ہے کہ بادشاہ ہیرودس نے نشہ میں سرشار ہوکر اپنی محبوبہ کے کہنے سے حضرت یحیٰؑ کے سر کاٹنے کا حکم دیا اور اوسکے لوگ سر مبارک کاٹ کر لائے اور طشت میں رکھکر بادشاہ کے سامنے پیش کیا اور بادشاہ نے وہ طشت مع اس سر مبارک کے اپنی محبوبہ لڑکی کو دے دیا۔

مطلب	اصل عبارت	نام کتاب	نمبر شمار
علامہ ابن اثیر اپنے مشہور تاریخ کامل میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو اپنا رسول کیا اونھوں نے توریت کے بعض احکام منسوخ کئے جو احکام منسوخ کئے گئے اون میں سے ایک یہ تھا کہ بھائی کی بیٹی سے نکاح حرام ہے پہلے حرام نہ تھا اوس وقت جو بنی اسرائیل کا بادشاہ تھا اوسکی ایک بھتیجی تھی وہ اوسے بہت چاہتا تھا اور اوس سے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ حضرت یحیٰؑ نے اوسے منع کیا وہ لڑکی اوس بادشاہ کے پاس آیا کرتی تھی اور جو خواہش وہ کرتی تھی بادشاہ اوسے پورا کرتا تھا۔ اتفاق سے لڑکی کی ماں کو خبر پہنچی کہ حضرت یحیٰؑ لڑکی کے نکاح کو منع کرتے ہیں اوس نے اپنی لڑکی سے کہدیا کہ بادشاہ جس وقت پیار میں تجھسے دریافت کرے کہ تو کیا چاہتی ہے تو کہیو کہ یحیٰؑ کو ذبح کردے۔ اوس کے بعد جو وہ لڑکی بادشاہ کے پاس گئی اور بادشاہ نے اوس سے پوچھا کہ تو کیا چاہتی ہے اوس نے حضرت	وبعث اللہ عیسیٰ رسولا نسخ بعض احکام التوراة فکان مما نسخ انہ حرم نکاح بنت الاخ وکان لملکھم وسمہ ھیرودس بنت اخ تعجبہ یرید ان یتزوجھا فنھاہ یحیی عنھا وکان لھا کل یوم حاجة یقضیھا لھا فلما بلغ ذالک امھا قالت لھا اذا سألک الملک ما حاجتک فقولی ان تذبح یحیی ابن ذکریا فلما دخلت علیہ و سألھا ما حاجتک قالت ارید ان تذبح یحیی ابن ذکریا فقال سلی غیر ھذا قالت ما اسألک غیرہ فلما ابت دعا بیحیی ودعا بنطع بسطت فذبحہ فلما رأت الراس	تاریخ کامل جلد اول صـ ۱۰۴	۴ ۴۷

ف اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ صاحب شریعت بھی تھے اور قرآن مجید سے بھی بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے توریت کے بعض احکام کو منسوخ کیا۔ ۱۲

نمبر شمار	نام کتاب	اصل عبارت	حاصل مطلب
		قالت الیوم قرت عینی۔	یحیی کا سر مانگا۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کے سوا اور کچھ مانگ لڑکی نے کہا کہ میں اسکے سوا اور کچھ نہیں مانگتی جب اوس لڑکی نے انکار کیا تو بادشاہ نے حضرت یحیی کو بلایا اور ایک طشت بھی منگایا اور حضرت کا سر بار کاٹ کر طشت میں رکھدیا۔ اُس لڑکی نے جب سر مبارک کو طشت میں رکھا ہوا دیکھا تو کہا کہ آج میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔
۵ ۴۸	الاخبار الطوال ص ۴۲	لما انبعث اللہ عیسے بن مریم فاقبلت الیہود لقتلہ فرفعہ اللہ الیہ اتو یحیی بن ذکریا فقتلوہ	جب حضرت عیسے علیہ السلام مبعوث ہوئے تو یہود اونکے قتل کے درپے ہوئے انہیں اللہ تعالے نے اوٹھا لیا حضرت یحیی تشریف لائے اونہیں یہود نے قتل کردیا۔ ظاہر عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یحیی حضرت عیسے کے رفع کے بعد قتل کئے گئے مگر اور کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ پہلے شہید کئے گئے ہیں۔ شاید مورخ کا مقصود دونوں واقعوں کا بیان کرنا ہے ترتیب واقعہ کا ذکر مقصود نہیں ہے حاصل یہ کہ حضرت یحیی کا شہید ہونا جس طرح اور مورخین نے بیان کیا اسی طرح

نمبر شمار	نام کتاب	اصل عبارت
		صاحب اخبار طوال بھی بیان کرتا ہے۔
۶ ۲۹	تاریخ ابو الفدا صفحہ ۳۴ جلد اوّل	حضرت ذکریا حضرت مریم کے خالو تھے اس لئے مریم اونھیں کی کفالت میں تھیں قدرت خدا سے جب یہ حاملہ ہوئیں تو یہود نے حضرت ذکریا پر تہمت لگائی اور اونھیں پکڑنا چاہا یہ بھاگے اور ایک بہت موٹے درخت میں پوشیدہ ہو گئے یہود نے اوس درخت کو کاٹ ڈالا حضرت ذکریا بھی اوس میں کٹ گئے حضرت یحیٰ ع کے قتل کی وجہ بھی بیان کی ہے کہ ہیرودس بادشاہ اپنی بھتیجی سے نکاح کرنا چاہتا تھا حضرت یحیٰ نے منع فرمایا۔ اس وجہ سے اوس لڑکی کی ماں دشمن ہو گئی اس لئے اُس اور اوس کی بیٹی نے بادشاہ سے بہت اصرار سے کہا کہ یحیٰ کو مار ڈال بادشاہ نے قتل کرنے کا حکم دیا اور وہ اونکے روبرو قتل کرا سے گئے۔
۷ ۳۰	انجیل متی باب ۱۴	ہیرودس نے یوحنا (یحیٰ) کو ہیرودیاس کے سبب جو اُس کے بھائی فیلبوس کی جورو تھی گرفتار کیا۔ اور باندھ کے قید خانہ میں ڈالدیا تھا۔ اس لئے کہ یوحنا نے اُس سے کہا تھا کہ تجھے اوس کو رکھنا روا نہیں۔ ہیرودس نے چاہا کہ اوسے مار ڈالے۔ پر عوام سے ڈرا کیونکہ وہ اوسے نبی جانتے تھے۔ پر جب ہیرودس کی سالگرہ لگی ہیرودیاس کی بیٹی اون کے درمیان ناچی اور ہیرودس کو خوش کیا۔ اُس نے قسم کھا کے وعدہ کیا کہ جو کچھ تو مانگے گی میں دونگا تب وہ بولی کہ یوحنا (یحیٰ) بپتسمہ دینے والے کا سر تھالی میں یہیں منگوا دے۔ تب اوس نے لوگوں کو بھیجکر قید خانہ میں

نمبر شمار	نام کتاب	اصل عبارت
		یوحنا (یحییٰ) کا سر کٹوایا اور تھالی میں لا کر اُس لڑکی کو دیا۔
۸ ۱۳۱	انجیل مرقس باب ۶	اس میں بھی وہی مضمون ہے جو ابھی انجیل متی سے نقل کیا گیا۔

یہ دونوں حوالے تاریخی حیثیت سے نقل کئے گئے ہیں یعنی اگرچہ اوس کتاب سے نقل کئے ہیں جسے تمام نصاریٰ اونیس سو برس سے آسمانی کتاب مقدس مانتے چلے آئے ہیں اور مرزا صاحب نے بھی انھیں کتاب مقدس مانا ہے اور اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔

توضیح المرام ملاحظہ کیا جائے مگر میں اس وقت تاریخی حیثیت سے اس کا حوالہ دے رہا ہوں۔ عیسائیوں کا محقق اور طے شدہ قول ہے کہ پہلی انجیل حضرت مسیح کے مقرب حواری کی لکھی ہے اور تمام عیسائی مانتے ہیں یہ حواری حضرت یحییٰ کے ہمعصر تھے۔ اور دوسری انجیل حواری کے ایک شاگرد نے لکھی ہے۔ غرضکہ یہ دونوں تاریخیں حضرت یحییٰ کے شہادت کے قریب لکھی گئیں اور ایک عظیم الشان گروہ اُس کتاب کو مقدس اور آسمانی کتاب اعتقاد کر کے اوس کی حفاظت کرتا رہا ہے اور کرتا ہے اس لئے کم سے کم تاریخی حیثیت سے اوسے معتبر ماننے میں کلام نہیں ہوسکتا۔ یہ ۱۲ شہادتیں تو معتبر مفسرین اور مورخین کی ناظرین ملاحظہ کر چکے۔ اب میں خاص اون کی شہادت پیش کرتا ہوں جن کے مرید حضرت یحییٰ کی شہادت کو جھوٹ بتاتے ہیں۔

۱۳ شہادت حضرت یحییٰ کے شہید ہونے کی

بقول خود مجدد دوران مسیح قادیان مرزا غلام احمد صاحب اپنے مایۂ فخر

کتاب ازالۃ الاوہام کے حصہ اول میں فرماتے ہیں حضرت یحیٰ نے بھی یہودیوں کے فقیہوں اور بزرگوں کو سانپوں کے بچے کہکر اون کی شرارتوں اور کارہائے زبونیہ اپنا سر کٹوایا (کتاب مذکور صـ مطبوعہ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۸ھ اور سابق کا صـ ۱۶

اب مرزا صاحب کے وہ مرید اور سلطان القلم کے شاگرد کہاں ہیں جو حضرت یحیٰ کے واقعہ شہادت کو جھوٹ بتاتے ہیں۔ اب اونہیں چاہیے کہ اپنے مرشد کو جھوٹا کہیں کیونکہ وہ صاف کہ رہے ہیں کہ حضرت یحیٰ نے سخت کلامی کر کے یہود سے اپنا سر کٹوایا اس کا مطلب یہی ہے کہ یہود نے آپ کو شہید کیا۔

اب جماعت احمدیہ مرزائیہ کی بے خبری اور بے علمی لایق ملاحظہ ہے کہ جس واقعہ کو تیرہ سو (۱۳۰۰) برس سے تمام علماے حقانی تسلیم کرتے رہے صحابہ کرام اور تابعین کے اقوال سے اوس کی تصدیق ہو رہی ہے۔ حدیث میں اوسکا ثبوت موجود ہے بعض مفسرین نے قرآن مجید کے الفاظ سے اوسے ثابت کیا ہے تمام علماے مفسرین اور محدثین اور مورخین ایک زبان ہو کر اس واقعہ کے مصدق ہیں کسی کا اختلاف اس میں نہیں پایا جاتا۔ باایںہمہ جماعت مرزائیہ انبیا کرام کی شہادت سے انکار کرتی ہے اور بالخصوص اس واقعہ مذکورہ کو جھوٹا کہتی ہے۔ حالانکہ یہ وہ واقعہ ہے کہ اس کے سچے ہونے میں کسی مسلمان کو تامل نہیں ہو سکتا۔ تیرہ سو برس سے

حاشیہ: حضرت یحیٰ علیہ السلام کے قتل کیے جانے کی وجہ ہم نے انجیل سے اور متعدد تاریخوں سے نقل کی ہے جو نہایت معقول وجہ ہو مگر مرزا صاحب ایسی معتبر وجہ کو نہیں لکھتے۔ چونکہ انبیا کی عظمت مرزا صاحب کے قلب میں نہیں ہے اور اپنے بدزبانی کے الزام کو اٹھانا چاہتے ہیں اسلیے حضرت یحیٰ کے شہید کیے جانیکی وجہ انجیل کے اور مورخین کے خلاف ایسی بیان کرتے ہیں جس سے انکی تیز زبانی ثابت ہو ۱۲

تمام اُمت محمدیہ کا اس پر اتفاق چلا آیا ہے اور جب اس اتفاق کے ساتھ اس کی پوری تصدیق انجیل سے بھی ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ یہ ایسا سچا واقعہ ہے کہ اونیس سو برس سے کسی کا اختلاف اس میں نہیں ہے عیسائی اور مسلمان سب مانتے چلے آئے ہیں اور بلا اختلاف سب کی کتابوں میں اسکی تصدیق موجود ہے۔ یہی وہ مضمون ہے جو حصہ ۲ فیصلہ آسمانی کے ص۵۶ میں لکھا گیا ہو اور مسیح کاذب کے بعض ماننے والوں نے اس سے انکار کیا ہے اور جھوٹ بتایا ہے جس کا حاصل یہ ہوتا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر اس وقت تک جسقدر کاملین گذرے ہیں اور اس واقعہ کی شہادت دے رہے ہیں وہ سب جھوٹے ہیں (نعوذ باللہ منہ) جتنی تفسیریں اور تاریخیں وغیرہ ہیں سب غیر معتبر ہیں سب نے یہ واقعہ جھوٹ لکھا ہے جس شخص یا جس گروہ کا یہ قول ہو اوس کے جھوٹے اور غیر معتبر ہونے میں کسی مسلمان کو تامل نہیں ہوسکتا۔

برادران اسلام اس پر غور کریں کہ جو بات ایسی محکم طور سے ثابت ہو کہ حدیث و تفسیر سے اوس کا ثبوت ہو تمام علماے متقدمین اور متاخرین کا اُس پر اتفاق ہو تیرہ سو برس کے عرصہ میں کسی کا اختلاف اوس میں ثابت نہ ہو اس کے ساتھ ایک دوسرے گروہ عظیم الشان کا اتفاق اوس پر اونیس سو برس سے پایا جائے۔ اگر ایسی محکم اور متفق علیہ بات جھوٹ اور غیر معتبر ہوجائے تو دین کی کسی بات پر اعتبار نہیں ہوسکتا۔ یہ شخص در پردہ دین کے بیخ کنی کے درپے ہے اور صرف عوام کے فریب دینے کو قرآن اور حدیث کا نام لیتا ہے۔ کیونکہ قرآن و حدیث کا ثبوت علما کی روایت و اتفاق ہی سے ہے اور یہ شخص اوسی کو غیر معتبر کہہ رہا ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب کی باتیں اسی طرز کی ہیں ۔ اسی لئے ان کے پیرو بھی اوسی قسم کی باتیں کرتے ہیں اب یہ اون کی جہالت ہو یا قصداً ایسا کرتے ہیں دیکھا جائے کہ یہ گروہ اپنے آپ کو اہل سنت اور حنفی کہتے ہیں حالانکہ اون کے عقاید۔ اون کے اعمال اہل سنت کے خصوصاً احناف کے بالکل خلاف ہیں مگر اوس میں فریب یہ ہے کہ ظاہر میں عقیدوں کے بیان میں وہی الفاظ لاتے ہیں جو الفاظ اہل سنت نے لکھے ہیں مگر اون کے معنی ایسے بنا رکھے ہیں جو کسی اہل سنت کے خیال میں کبھی نہیں آئے اور نہ آسکتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ اللہ پر ہمارا ایمان ہے۔ مگر اہل سنت کے نزدیک اللہ تعالےٰ کی ذات تمام صفات کمالیہ کی جامع ہے اور تمام عیوب سے پاک ہے۔ مگر مرزا صاحب کے نزدیک اوس کی ذات صادق الوعد اور متین نہیں ہے۔ وعدہ کرکے محو[۵] کر دیتا ہے اوس کے ثبوت میں یمحو اللہ ما یشاء الخ پیش کرتے ہیں کبھی یہ بھی کہتے ہیں کہ اوس کے بعض وعدوں میں پوشیدہ شرطیں ہوتی ہیں کہ بندے کو اوس کا علم نہیں ہوتا اس کا حاصل یہ ہے کہ اوس کا کوئی وعدہ لائق اعتبار نہیں ہے۔

اہل سنت کے نزدیک خدا کے رسول معصوم ہیں گناہ نہیں کرتے وحی کے سمجھنے میں اون سے غلطی نہیں ہوسکتی۔ مرزا صاحب کے نزدیک معصوم ہونا تو بہت بڑا مرتبہ ہے بعض انبیا سے ایسے افعال بھی ہوتے ہیں جو کسی شریف متدین سے بھی نہیں ہوسکتے۔ حضرت عیسیٰ ع کی طرف جو شرمناک باتیں مرزا صاحب نے منسوب کی ہیں اون کا زبان قلم پر لانا دشوار ہے دافع البلا کا صفحہ آخر اور ضمیمہ انجام آتھم دیکھا جائے۔

۵؎ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۲ دیکھو ۱۲

جب انبیا کی یہ حالت ہے تو کسی فہمیدہ کے نزدیک اونکا کلام لائق اعتبار کے نہیں ہو سکتا۔

وحی کے غلط معنی سمجھنے کو خطاے اجتہادی کہتے ہیں۔ اس جماعت میں کسی کو اتنا بھی علم نہیں ہے کہ وہ سمجھے کہ وحی کے معنی سمجھنے میں غلطی کرنا اور بات ہے اور خطاے اجتہادی اور شے ہے اگر وحی کے معنی سمجھنے میں رسول غلطی کرے اور اپنی غلطی کو کلام خدا کہدے تو اوس کے کسی قول پر اعتبار نہ ہے۔ فرشتوں کی نسبت جو تیرہ سو برس سے مسلمانونکا عقیدہ چلا آتا ہے مرزا صاحب اُس سے صاف انکار کرتے ہیں اور مشرکانہ اور ملحدانہ طریقہ ملاکر یہ کہتے ہیں کہ ستاروں کی روح کا نام فرشتہ اور جن ہے (توضیح مرام ملاحظہ ہو) غرضکہ تمام اصول عقاید اسلامیہ مرزا صاحب نے درہم وبرہم کردئے ہیں مگر سخت دھوکہ یہ دیا ہے کہ الفاظ وہی ہیں جو اہل سنت لکھتے ہیں مگر جب حقیقت امر کو پردہ اوٹھاکر دیکھا جائے اوس وقت واقعی حالت معلوم ہو جاتی ہے۔

برادران اسلام! میں نہایت خیرخواہانہ کہتا ہوں کہ مرزا صاحب کے کلام سے جو اون کے عقاید معلوم ہوتے ہیں اگر اونھیں سچا مانا جاے تو مذہب اور دین الہی کوئی لائق اعتبار چیز نہیں رہتا جو ذی علم وسیع النظر اون کے رسالوں کو دیکھے وہ اس کا یقین کرلیگا۔ یہ ایک ضمنی بات تھی اب مجھے حضرت ایوب علیہ السلام کے مصائب کو دکھانا ہے تاکہ اہل اسلام عبرت پکڑیں اور مصیبت میں پریشان نہ ہوں خدا کے برگزیدہ اور اعلی مرتبہ کے برگزیدہ کی حالت کو پیش نظر رکھیں۔

حضرت ایوب علیہ السّلام

حضرت ایوب علیہ السّلام حضرت اسحق ع کی اولاد میں تھے بعض کہتے ہیں کہ یعقوب علیہ السّلام کے داماد تھے اور بڑے الدار[1] صاحب جائداد و صاحب اولاد تھے۔ مورخ ابو الفدا نے لکھا ہے کان صاحب اموال عظیمۃ ان کے مختصر حالات میں پہلے امام نووی کی تفسیر سے لکھتا ہوں پھر کسی قدر تفصیل اور تفاسیر و کتب تواریخ سے لکھی جائے گی۔

[1] یعنی حضرت یحیی بہت بڑے الدار تھے۔ ۱۲

کان ایوب علیہ السلام رومیا من ولد عیص بن اسحق وکان اللہ تعالے قد جعلہ نبیا و قد اعطاہ من الدنیا حظا وافرا من النعم والدواب والبساتین و اعطاہ اولادا من رجال ونساء وکان رحیما بالمساکین وکان یکفل الایتام والارامل و یکرم الضیف فابتلاہ اللہ تعالے بھلاک اولادہ بھدم بیت علیھم وذھاب اموالہ والمرض فی بدنہ

حضرت ایوب ع روم کے رہنے والے تھے حضرت اسحق کی اولاد میں اللہ تعالے نے اونھیں نبوت عنایت کی اور اوس کے ساتھ دنیا کی نعمتیں بھی بہت کچھ دیں۔ گائے۔ بیل بکریاں زمین زراعت وغیرہ تھیں باغات تھے اولاد بھی اللہ تعالے نے دی تھی بیٹے تھے بیٹیاں تھیں۔ حالت اون کی یہ تھی کہ مسکینوں پر بہت کچھ مہربانی کیا کرتے تھے یتیموں کی اور بیواؤں کی کفالت کرتے تھے۔ مہمان نواز تھے۔ باینہمہ اونھیں اللہ تعالے نے آزمائش میں ڈالا مکان گرا اوس کے نیچے آپکی سب اولاد دب کر مر گئی۔ جس قدر مال متاع تھا سب تباہ ہوگیا۔ پھر اٹھارہ برس تک

ثمانی عشرہ سنۃً فانہ خرج من فرقہ الی قدمہ ثاٰلیل وقد وقعت فی جسدہ حکۃ لا یملکہا وکان یحک باظفارہ حتی سقطت اظفارہ ثم حکہا بالمسوح الخشنۃ ثم حکہا بالفخار والحجارۃ ولم یزل یحکہا حتی تقطع لحمہ وانتن فاخرج اھل القریۃ وجعلوہ علی کناسۃ وجعلوا لہ عریشا وکان ملقی فی الکناسۃ لا یقرب منہ احد۔

ص ۲۳

مراح لبید ج ۲
امام نووی

بیمار رہے۔ سر سے پیر تک تمام بدن پر دنبل نکل آئے۔ اور تمام بدن میں کھجلی اس قدر ہوتی تھی کہ بے اختیار ہو جاتے تھے۔ اور کھجلاتے کھجلاتے ناخن گر گئے پھر ٹاٹ سے کھجلانے لگے۔ پھر کنکر پتھر سے۔ الغرض کھجاتے کھجاتے تمام بدن کا گوشت پھٹ گیا اور نہایت بدبو آنے لگی اور گاؤں کے لوگوں نے گاؤں سے نکالکر ایک گھورے پر ڈالدیا اور وہیں ایک جھونپڑا بنا دیا اوسی گھورے پر پڑے رہتے تھے اور کوئی پاس نہ آتا تھا۔ غالباً یہی الفاظ تفسیر کبیر میں ہیں۔ اس کی تفصیل اور تفسیروں میں اور مورخین نے بہت کچھ لکھی ہے۔

الغرض حضرت ایوب صاحبِ مال تھے صاحب جائداد تھے پانسو ہل اور ایکہزار بیل تھے ہل چلانے والے اور ایک ہل کے لئے ایک نوکر تھا اسی قدر اونٹ اور بکریاں تھیں اور اون کے چرواہے۔

اب مشیت الٰہی کا تقاضا تھا حضرت ممدوح کے امتحان کا ہوا اور صبر او تحمل کا سبق تمام عالم کے ایماندار وں کو دیا گیا تاکہ آیندہ کی نسلیں بھی عبرت پکڑیں اور اس دنیائے دنی کی حالت پر غور کریں کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں ایسے مقرب

بارگاہ الٰہی پر ایسی مصیبتیں آیا کرتی ہیں کہ کسی اکفر الکفرہ (بہت بڑا کافر) کی نسبت بھی تاریخ میں نظر سے نہیں گذریں۔ وہ مصیبتیں حضرت ایوب پر آئی ہیں کہ اون کے سننے سے ایمانداروں کا بدن کانپنے لگتا ہے۔ اور عقل حیران ہو جاتی ہے مسلمان خیال کریں کہ جس کے جاہ و ثروت کا یہ حال ہو اوس پر دفعۃً رفتہ مشیت ایزدی سے ایسی بلا آئیں کہ تمام مال و متاع اور زینت دنیا کے متعدد طور کے اسباب یکے بعد دیگرے تباہ ہونے شروع ہوئے اور انجام کار نہ وہ مال متاع رہا نہ وہ جاہ و ثروت رہی نہ اس جائداد کا پتہ رہا جس کیلئے ہزار بیل اور اون کے لئے سیکڑوں نوکر تھے۔ یہانتک کہ رہنے کیلئے مکان تک بھی نہ رہا۔ ساری اولاد مکان کے نیچے دب کر مر گئی پھر ان عظیم الشان مصائب کے بعد جسمانی مصیبت شروع ہوئی اور سخت جذام ہو گیا۔ اور تمام بدن پھٹ گیا اور اوس میں کیڑے پڑ گئے اور سخت بدبوئی کی وجہ سے لوگوں نے اونھیں گاؤں سے باہر کوڑے پر ڈالدیا۔ اور بجز بیوی کے اُن کے پاس کوئی نہ آتا تھا اور مختلف طور سے لوگ طعنہ دینے لگے اور اس مصیبت میں اٹھارہ برس تک رہے۔ سات برس خاص گھورے پر پڑے رہے۔

فبقي مطروحا على الكناسة سبع سنين ما يسأل الله ان يكشف ما به وما على وجه الارض اكرم على الله منه ١٢

علامہ ابن اثیر جزری کامل میں لکھتے ہیں۔ کہ سات برس گھورے پر پڑے رہے اور اس مُدت میں کبھی دعا نہیں کی کہ اللہ تعالے اس مصیبت کو ہٹا وے حالانکہ روئے زمین پر اس وقت اللہ کے نزدیک کوئی معظم و مکرم اون کے مثل نہ تھا ١٢

ابن اثیر کا یہ جملہ نہایت ہی عبرت انگیز ہے جن کے دلمیں کچھ بھی خوف
خدا ہے وہ یہاں دو باتوں پر غور کریں گے ایک یہ کہ حضرت ایوب
اُس وقت میں ایسے خدا کے پیارے اور معظم تھے کہ اُس وقت اُنکے
مثل کوئی دوسرا دنیا میں نہ تھا اور ایسا برگزیدہ ایسی سخت مصیبتوں میں
اتنی دراز مدت تک مبتلا رہا اور اُس وقت کے مرزائی صفت لوگوں سے
کیسے کیسے طعن و تشنیع سنتا رہا۔ دوسرے اوس مقبول خدا کی ہمت اور
تحمل او رصبر کو دیکھنا چاہئے کہ اللہ کی رضا پر ایسے راضی رہے کہ اوس کے
خلاف دعا مانگنا بھی پسند نہیں کیا۔ اللہ اکبر جل جلالہ) آپ پر تین شخص
ایمان لائے تھے وہ بھی بدگمانی کرنے لگے تھے۔ اور بعض وقت طعنہ
دیتے تھے اگرچہ مرتد نہیں ہو گئے تھے۔ مگر حضرت ایوبؑ اُن کے لئے
بھی کوئی سخت لفظ نہیں کہتے تھے۔ اب خیال کیجئے کہ جب کچھ پاس
نہیں ہے اور کوئی پاس بھی نہیں جاتا سب بدگمان بھی ہو گئے ہیں
تو کھانے پینے کی کیا سبیل تھی اتنی مدت تک جیتے کیسے رہے یہی
لکھتے ہیں کہ وہی نیک بیوی جس کا نام رحمت تھا اس نازک وقت
میں رحمت الٰہی تھی اور کچھ مزدوری کر کے لاتی تھی اور کھلاتی تھی۔
بالآخر اس دراز مدت کے بعد ایک امتی کے طعنے سے یا کسی دوسرے
کے ناشائستہ کلمات سے اونکی زبان سے عاجزانہ نکلا۔ رب انی
مسنی الضر وانت ارحم الراحمین۔ اس دعا کے کرتے ہی دریائے
رحمت جوش زن ہوا اور اللہ نے صحت دی اور اولاد وغیرہ بھی عنایت
کی اللہ کے رسولوں کی اور برگزیدہ بندوں کی یہ شان ہوتی ہے
مرزا غلام احمد صاحب کی طرح نہیں کہ سخت مخالف سے عاجز ہو کر اپنی

صداقت ظاہر کرنے کے لئے نہایت ہی عاجزانہ دعا[عله] کی ہے مگر ایک
سنوائی نہیں ہوئی اور مخالف کے روبرو نہایت ذلیل ہوئے۔
الغرض ہمارے بھائی خوب معلوم کریں اور یقین کرلیں کہ دنیا کی مصیبت
کسی پر آنا اس کے کافر یا مرتد ہونے کی یا کسی کے مخالف ہونے کی دلیل
نہیں ہوسکتی البتہ احادیث صحیحہ اور دنیا کے واقعات ثابت کرتے ہیں کہ
دنیا میں ایمانداروں کو زیادہ مصیبتیں آتی ہیں۔ اب میں مسلمانوں کو
اس امر پر خاص توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہ حضرت یحیٰ علیہ السلام اور حضرت
ایوب ع کے واقعات کو پیش نظر رکھکر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے
عبرت خیز واقعہ کو ایک تیسری نظیر سمجھیں اور پھر مرزا غلام احمد صاحب
کے بیباکانہ اور بے ادبانہ جملوں کو دیکھیں کہ قرۃ العین رسول الثقلین
کی نسبت کیا کہہ رہے ہیں اُن کے رسالہ اعجاز احمدی کے یہ اشعار ہیں۔

وقالوا على الحسنين فضل نفسه اقول نعم واللہ ربی سیظهر	لوگوں نے کہا کہ اس شخص نے (یعنی مرزا نے) امام حسن اور امام حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔

میں کہتا ہوں کہ ہاں میرا خدا عنقریب ظاہر کردیگا۔ (یعنی میری فضیلت ظاہر ہو جائیگی مگر مرزائی افسوس کریں کہ کچھ نہ ہوا اور مرزا صاحب جھوٹے ٹھیرے۔

وشتان ما بینی و بین حسینکم فانی اؤید کل آن وانصر	اور مجھ میں اور تمھارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے
واما حسین فاذکروا دشت کربلا الی هذه الایام تبکون فانظروا	مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کرلو کہ ابتک تم روتے ہو پس سوچ لو

عله مولوی ثناء اللہ صاحب اور ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب میں کیسی عاجزانہ دعا کی ہے مگر دونوں جگہ معاملہ برعکس ہوا جس سے یہ ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کا ڈھنگ ان دعاؤں کو مرزا صاحب نے خود چھپوا کر مشتہر کیا ہے ۱۲

مرزا صاحب کے اِس شعر کو برادران اسلام عبرت کی نظر سے ملاحظہ کریں کہ حضرت حسین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرۃ العینین نواسہ ہیں جس کی نسبت وہ اصدق الصادقین اپنی اُمت کی نجات کے لئے کشتی نوح سے تشبیہ دے چکے ہیں اونکی مصیبت کو دکھا کر اپنے عیش و کامرانی پر فخر کرتے ہیں کیا سچے مسلمان کا دل اس سے شق نہ ہوتا ہوگا؟ کیا ممکن ہے کہ عاشق رسول الثقلین کے زبان پر ایسے الفاظ آسکیں۔ کیا ایسے ہی مدعی کو خادم رسول اللہ اور فنا فی الرسول کوئی کہہ سکتا ہے؟ دنیا میں اگر ایمان ہے تو کوئی ایماندار ایسے مدعی کو سچا مسلمان بھی نہیں کہہ سکتا چہ جائیکہ اُسے عاشق رسول اور فانی فی الرسول سمجھے۔

جس طرح کے کلمات مرزا صاحب نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت ہمارے مقابلہ میں کہے ہیں۔ اِسی طرح فرعون حضرت ایوب ؑ کے مصائب دکھا کر حضرت موسیٰ اور ان کی اُمت کے مقابلہ میں کہہ سکتا تھا۔ وشتان بینی وبین نبیکم ؑ وفانی اُوید کل آن والفخر؎ اور فرعون پر کیا ہے جو منکرین انبیا دنیا میں کامران رہے ہیں وہ اکثر انبیا کی نسبت ایسا ہی فخر کر سکتے ہیں اور مقبولان خدا کی مصیبتوں کو دکھا کر اور اپنی کامرانی پیش کرکے اپنا موید من اللہ ہونا بیان کرسکتے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی اولی الابصار۔

له اس کا مفصل بیان اور کافی ثبوت حقیقۃ الوحی میں دیا گیا ہے وہاں دیکھنا چاہیے۔ ۱۲

حاشیہ: ؎ یعنی جس طرح مرزا صاحب نے مسلمانوں کے مقابلہ میں حضرت امام حسین کی مصیبت کو دکھایا ہے اور پھر اپنے عیش و عشرت کو تائید الٰہی بتایا ہے اسی طرح فرعون حضرت موسیٰ ؑ کے مقابلہ میں حضرت ایوب ؑ کے مصائب کو دکھا کر اپنی عیش و کامرانی پر فخر کرسکتا تھا۔ اور وہ مرزا صاحب والا شعر پڑھ سکتا تھا صرف ایک لفظ بدل کر یعنی حسین کی جگہ نبی کہہ دیتا۔ ۱۲

شاید اِس قسم کے حالات بعض مرزائیوں نے دیکھے اِس لئے فائز المرامی اور کامیابی کی یہ صورت بتاتے کہ مخلوق اوسے زیادہ ماننے لگی مگر یہ جواب بھی اون کی بے خبری اور کم علمی کو ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ حضرت ایوبؑ کی حالت تو ابھی ذکر کی گئی حضرت نوح علیہ السلام کا حال اس کی غلطی کی شہادت کے لئے نہایت کافی ہے۔ یہ تو قران مجید سے ثابت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نوسو برس دعوت دی مگر اب دیکھا جائے کہ دراز مدت میں کتنی مخلوق آپ پر ایمان لائی۔ قران مجید میں مجمل طور سے ارشاد ہے وما آمن معه الا قليل یعنی حضرت نوح علیہ السلام پر بہت تھوڑے ایمان لائے تھے مفسرین نے اِس تھوڑے کے تفسیر میں اختلاف کیا ہے۔ صاحب مدارک التنزیل اول لکھتے ہیں کہ آٹھ شخص ایمان لائے اور زیادہ سے زیادہ ۸۰ آدمیوں کا ایمان لانا لکھتے ہیں بعض محققین اسّی کی تعداد بیان کرتے ہیں۔ الغرض وہ سچے رسول ہیں جن کی اولاد میں عظیم الشان سلسلہ رسولوں کا ہے اونکی دعوت سے نوسو پچاس برس کے عرصہ میں اس قدر قلیل مقدار مخلوق کی اُن پر ایمان لائی جو کسی شمار میں نہیں ہو سکتی اب اس کے مقابل صالح اور ابو عیسےٰ مدعیان کاذب کی جماعت کو خیال کیجیے کہ تمام قبائل مغرب اُن پر ایمان لے آتے تھے اور تھوڑی مدت میں اس لئے جماعت احمدیہ کے قاعدے کے بموجب ان جھوٹے مدعیونکو صادق ہونا چاہیئے اور حضرت نوحؑ کو کاذب (نعوذ باللہ منہ) الغرض دنیا کی کسی قسم کی کامیابی یا ناکامی صداقت یا عدم صداقت .... کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ ہاں بعض وقت اس کامیابی کے ساتھ ایسے قراین اور وجوہ پیش آتے ہیں کہ عقلی طور سے ایسی کامیابی کو صداقت کی دلیل

کہتے ہیں۔ اور ناکامی کو کذب کی علامت۔
اب میں اس دعوے کی تصدیق صحیح حدیثوں سے آپ کو دکھاتا ہوں۔

(۱) لم یصدق نبی من الانبیاء ما صدقت وان من الانبیاء نبیا ما یصدقه من امته الا رجل واحد۔ (صحیح مسلم)	جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس قدر لوگوں نے مجھے مانا کسی نبی کو نہیں مانا بعض انبیا ایسے گذرے جنھیں ایک ہی شخص نے مانا۔ اور اونکی دعوت کا ثمرہ اسقدر ہوا"
(۲) عُرِضَتْ عَلَیَّ الامم فرأیت النبی ومعه الرهیط والنبی ومعه الرجل والرجلان والنبی لیس معه احد۔ الخ (مسلم ج۲)	دوسری حدیث میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقولہ ہے کہ انبیا علیہ السلام کی امتیں حالت کشفی میں میرے سامنے پیش کی گئیں میں نے دیکھا کہ بعض انبیا کے ہمراہ چند آدمی ہیں یعنی تین چار آدمی بعض کے ہمراہ دو ایک شخص ہیں بعض ایسے ہیں کہ اونکے ہمراہ ایک امتی بھی نہیں ہے"

ایک متفق علیہ حدیث کے یہ الفاظ ہیں

(۳) خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما فقال عُرِضَتْ عَلَیَّ الامم فجعل یمر النبی ومعه الرجل والنبی ومعه الرجلان والنبی ومعه الرهط والنبی ولیس معه احد الخ (بخاری مسلم)	یعنی حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ انبیا کی امتوں کی حالت مجھے معلوم کرائی گئی۔ میرے سامنے سے ایک نبی گذرے اون کے ہمراہ ایک ہی امتی تھا۔ دوسرے نبی گذرے اونکے ہمراہ

دو اُمتی تھے ایک اور گذرے اون کے ہمراہ چند اُمتی تھے بعض نبی ایسے گذرے جن کے ہمراہ ایک اُمتی بھی نہیں تھا۔"

حضرت نوح علیہ السّلام کا واقعہ معلوم کر گئے اور ان حدیثوں کے مضمون میں غور کر کے مسلمانوں کو عبرت پکڑنا چاہیے کہ بہت سے خدا کے پیارے اور اوس کے سچے رسول جو دنیا کے ہدایت کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اونکی سیکڑوں برس کی محنت اور مشقت کا نتیجہ کیا ہوا۔ حضرت نوح علیہ السّلام کچھ کم ایکہزار برس تک خلق کو ہدایت کرتے رہے اور اون کے ہاتھوں سے ہر قسم کی تکلیفیں اوٹھائیں اور اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اٹھ دس یا ستر اسّی شخص ایمان لائے اور بعض کی محنت کا نتیجہ یہ کہ دو ایک شخص مسلمان ہوئے اور بعض برگزیدہ ایسے ہوئے کہ اون کی برسوں کی محنت دنیا کی نظر میں بیکار رہی گئی

اس وقت کے مرزائیوں کی طرح اُس وقت کے منکرین ان انبیا سے کیسا مضحکہ کرتے ہونگے کہ یہ حضرات اس قدر غل مچارہے ہیں مگر کوئی نہیں سنتا پھر کیا احمدی حضرات ان انبیا کے الہام کو غلط بنا سکیے با ہوش کر کے جواب دیں۔

حاصل کلام عبرت کا مقام

الغرض سچے مسلمانونکو مجھے یہ دکھانا ہے کہ خدا کے برگزیدہ حضرات پر دنیا میں کیسے کیسے معاملے گذرے ہیں اور ہر قسم سے اونھیں ناکامی ہوئی ہے حضرت یحیٰ علیہ السلام کی تمام گذران کو دیکھو کہ کس تنگی سے

اون کی عمر بسر ہوئی اور انجام کار دشمن کے ہاتھ سے شہید کر دیئے گئے
یہ اون کے عشق الہی کو کمال مرتبہ تک پہنچا کر عاشقوں کو دکھانا تھا۔
حضرت ایوب علیہ السلام کی مصیبتوں پر نظر کرو کہ خوش حالی کے بعد
اٹھارہ برس تک کیسی مصیبتوں کو برداشت کیا اور دم نہیں مارا۔
یہ اون کی محبت کا امتحان اور گذشتہ مدتوں راحت میں رہنے کا
کفارہ تھا۔ اور جن انبیا کی ہدایت کا نتیجہ کچھ نہ ہوا۔ یا بہت ہی کم
ہوا۔ یہاں یہ دکھانا تھا کہ دنیا دار الابتلاء ہے یہاں بعض برگزیدہ
حضرات اُس مقصود میں بھی کامیاب نہیں ہوئے جس کے لئے وہ
بھیجے گئے تھے۔ اور بعض جھوٹے مفتری علی اللہ دنیا میں بہت کچھ
کامیاب ہوئے اور ہوتے ہیں اس لئے نہایت عبرت کا مقام ہے
یہاں بہت سے ذی علم بھی بہک جاتے ہیں ہمارے بھائی اِس
بیان سے یقینی طور سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ دنیا میں کسی قسم کی
کامیابی صداقت اور برگزیدہ خدا ہونے کی معیار نہیں ہے۔ اس سے
آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ مرزا غلام احمد صاحب کا اور اون کے
مریدین کا دنیاوی کامیابی کو اپنی صداقت میں پیش کرنا اون کی
عظیم الشان غلطی ہے اول تو وہ یہی بتائیں کہ اونھیں دنیاوی کامیابی
کیا ہوئی جس قدر اُنھوں نے اپنی شہرت اور اپنی خودستائی میں محنت
کی ہے اور کاغذی گھوڑے دوڑائے ہیں اُس کے مقابلہ میں اونھیں
کچھ بھی کامیابی نہیں ہوئی اس زمانے میں بعض بعض تاجر اپنے اشتہار کے
ذریعہ سے لکھپتی اور کروڑپتی ہو گئے مرزا صاحب کے خودستائی
اور مدح سرائی کا صرف اس قدر نتیجہ سنا جاتا ہے کہ عمدہ کھانے کو اور

مشک و زعفران استعمال کرنے کو ملگیا اور کچھ زمین ہاتھ آگئی اور کچھ مکانات بھی بن گئے پھر یہ تو اون تاجروں کے مثل بھی کامیابی نہ ہوئی جو جھوٹے اشتہاروں سے کما لیتے ہیں۔ باقی رہا مریدوں کا زیادہ ہونا محض زبانی دعوی ہے۔ پہلے لوگوں کو جانے دیجے اِس وقت کے لحاظ سے کہتا ہوں کہ ایک حاجی وارث علی صاحب تھے باوجودیکہ اونھوں نے اپنی مدح سرائی میں ایک اشتہار بھی نہیں دیا مگر لاکھوں مرید اون کے ہو گئے۔ اسی طرح اور بھی حضرات ہیں۔ اِس کے علاوہ اونھوں نے کارخانہ الٰہی اور دنیا کی حالت میں غور نہیں کیا اور اس کے واقعات پر نظر نہیں ڈالی کہ کیسے کیسے لوگ کامیاب ہوتے ہیں۔ یا جان کر مخلوق کو دھوکہ دیا اور دے رہے ہیں کیونکہ ناواقف اور عوام کے خیال میں دنیا کی کامیابی صداقت کی دلیل ہو سکتی ہے اسی وجہ سے بہت سے مسلمان بھٹک گئے۔

اب میں دنیا کا مقام ابتلا اور محل امتحان ہونا کلام خدا اور اقوال و احوال حضرت سرور انبیا علیہ الصلوٰہ والثنا سے مختصراً بیان کرتا ہوں خوب متوجہ ہو کر ملاحظہ کرنا چاہیے۔

حضرت سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گذران کا نمونہ دیکھا جائے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

ما شبع آل محمد من خبز الشعیر یومین متتابعین حتی قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل و عیال نے آپ کی وفات تک دو دن برابر جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔

بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر کبھی جو کی روٹی بھی پیٹ بھرکر نہیں کھائی۔

ایک اور حدیث متفق علیہ ہے

عن عمر رضی اللہ عنہ قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا ھو مضطجع علی رمال حصیر الخ متفق علیہ (مشکوۃ المصابیح)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا آپ چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ اس پر بچھونا نہ تھا اس وجہ سے آپکے دونوں جانب چٹائی کے نشان پڑ گئے تھے اور چمڑے کے تکیہ پر ٹیک لگائے تھے اس تکیہ میں کھجور کا چھلکا بھرا تھا (حضرت عمر فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اللہ سے دعا کیجئے کہ آپکی امت سے تنگی دور ہو فراخی ہو۔ فارس اور روم کیسے خوش حال ہیں باوجودیکہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عمر تم اس خیال میں ہو (یعنی جو اللہ کی عبادت کریں وہ دنیا میں خوشحال رہیں اور جو اسکی عبادت نہ کریں وہ خوشحال نہ رہیں) ایسا خیال نہیں چاہئے کیونکہ اونکی کمائی یا مقدرہ عیش و آرام دنیا ہی میں دیدیا گیا۔ آخرت میں سوائے تکلیف کے کچھ اون کے لئے نہیں ہے۔"

دوسری روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اس طرح ہے کہ کیا تم اس میں خوش نہیں ہو کہ انھیں دنیا ملے اور ہمیں آخرت۔ ان حدیثوں سے آپ کی تنگی گذران کا نمونہ معلوم ہوا۔ مگر دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی گذران آپنے بخوشی منظور کی تھی اور اللہ سے ایسی ہی گذران کی آپ خواہش کرتے تھے۔

چنانچہ متفق علیہ حدیث کے یہ الفاظ ہیں۔

اللهم اجعل رزق آل محمد قوتا۔	یعنی اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل و عیال کو بقدر قوت لا یموت کے روزی عنایت فرما۔

دنیا کی گذران میں اس قدر تنگی اختیار کرنا حکمت سے خالی نہیں ہے اگرچہ بے دین نا فہم اوسے نہ سمجھیں اور طعنہ کریں۔ تنگی اختیار کرنے کی مصلحتیں پورے طور پر تو خدا اور اوس کا رسول ہی جانتا ہے۔ مگر یہ نہایت ظاہر ہے کہ اس حالت میں رہنا غربائے امت کی کمال دلدہی ہے کیونکہ جب وہ سردار دوجہاں کی یہ حالت معلوم کریں گے تو اپنی غربت کو بھول جائیں گے اور خوشی کے مارے پھولے نہ سمائینگے اس کے علاوہ اللہ کے نزدیک دنیا نہایت بے حقیقت چیز ہے بلکہ ملعون اور مردود ہے اس لئے اللہ والے اوسے کبھی پسند نہیں کرتے مگر کسی وقت کسی مصلحت سے اللہ تعالےٰ اونھیں دیتا ہے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

لو كانت الدنيا تعدل عند الله جناح بعوضة ما سقى كافرا منها شربة" (ترمذی۔ ابن ماجہ)	کہ اللہ کے نزدیک دنیا حقیقت مچھر کے پر کی برابر ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی دنیا میں نہ ملتا۔"

دوسری حدیث ملاحظہ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

الا ان الدنيا ملعونة ملعون ما فيها الا ذكر الله وما والاه و عالم او متعلم۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)	کہ خبردار ہو جاؤ دنیا پر اللہ کی لعنت ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے سب پر خدا کی پھٹکار ہے البتہ دنیا میں اللہ کی یاد اور وہ

اعمال صالحہ جنھیں اللہ پسند کرتا ہے اور علم دین کے جاننے والے اور سیکھنے والے یہ اوس سے مستثنیٰ ہیں۔

ان دونوں حدیثوں پر غور کیا جائے پہلی حدیث سے اللہ کے نزدیک دنیا کا نہایت بے حقیقت ہونا اور دوسری حدیث سے اوس کا ملعون ومردود ہونا ظاہر ہو رہا ہے پھر برگزیدگان خدا جو اُس ذات پاک کے عاشق ہیں اور نہایت عالی خیال بلند حوصلہ ہیں وہ ایسی بے حقیقت چیز کو کیونکر پسند کر سکتے ہیں اور پھر یہ کہ وہ شے اُس ذات مقدس کے ایسی ناپسند ہو کہ اُس نے اُس پر لعنت بھیجی ہو وہ کبھی اوس کو پسند نہیں کر سکتے پسند کیا اُس طرف توجہ کرنا بھی اونھیں ناگوار ہوگا۔ قرآن مجید میں بھی دنیا کی حقارت بہت آئی ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اپنی کسی مصلحت اور دینی فائدہ کے لئے اپنے کسی برگزیدہ کو دنیا کا مال و متاع بھی دیا۔ اِس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ دنیا کی کامیابی صداقت کی دلیل ہے یا اس بے حقیقت کامیابی کو فلاح کہہ سکتے ہیں ہرگز نہیں اب ہم قرآن شریف کی آیت پیش کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ دنیا میں عزت وآبرو کا ہونا۔ مال ودولت کا ملنا خدا کی خوشنودی اور صاحب مال کی صداقت اور فلاح کی دلیل نہیں ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

فاما الانسان اذا ما ابتلٰه ربه فاكرمه ونعمه فيقول ربي اكرمن واما اذا ما ابتلٰه ربه فقدر عليه رزقه فيقول	پروردگار جب انسان کو اس طرح آزمائش کرتا ہے کہ اُسکو عزت نعمت دیتا ہے تو بندہ اپنے دلمیں خوش ہو کر یا گھمنڈ کر کے کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے میری عزت کی اور جب پروردگار

سابی اہانت	اس طرح آزماتا ہو کہ اوسکی روزی اوس پر تنگ کرتا ہو تو بندہ تنگدل ہو کر کہتا ہو کہ میرے

پروردگار نے مجھے ذلیل کیا،،

اس آیت سے ظاہر ہوا کہ فراخی اور تنگی دونوں صدق یا کذب کی علامت نہیں ہیں بلکہ یہ دونوں کسی وقت صرف امتحان کی غرض سے ہوتے ہیں اور امتحان مسلمان اور کافر دونوں کا ہوتا ہے۔ کسی کا مال و دولت عزت وجاہ کے ساتھ انما اموالکم واولادکم فتنہ۔ ارشاد خداوندی ہے۔ کسی کا فقر و احتیاج کے ساتھ۔ کسی وقت مسلمان بھی مال و دولت سے بہک جاتا ہے اور کسی وقت فقر و احتیاج سے کفر تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔ ارشاد نبوی ہے کاد الفقر ان یکون کفرا۔ اور کافر تو بہکتا ہی ہے البتہ دنیا کی کامیابی اکثر کفار ہی کے حصہ میں رہی ہے۔ اس کی حکمت بالغہ تو وہی حکیم مطلق ہی جانتا ہے مگر ہماری عقل کی رسائی جہاں تک ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت مال و دولت کی ترقی اور اوس کی حفاظت میں وہ ایسا پریشان و سرگردان رہتا ہے اور بہت لوگ اُس کے دشمن ہو جاتے ہیں یہانتک کہ وہ مال اوس کے لئے وبال ہوتا ہے اور دنیا ہی میں ایک صورت عذاب کی اُس کے لئے ہوتی ہے۔ اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی صاف طور سے موجود ہے سورہ ملاحظہ ہو کسی وقت اُس منکر کے اعمال حسنہ کا بدلہ اوسے دیا جاتا ہے چنانچہ حدیث میں آیا۔ اعطیت لھم طیباتھم۔ یہ ایک ضمنی بات تھی اصل مدعا یہ تھا کہ دنیا کی کامیابی کو فلاح نہیں کہہ سکتے اس کا ثبوت تین دلیلوں سے دیا گیا۔

ان میں ہر ایک دلیل نہایت روشن اور ایسی قوی ہے کہ کسی فہمیدہ حق پسند کو اوس کے ماننے میں تامل نہیں ہو سکتا۔

پہلی دلیل۔ بعض کفار اور مفتری علی اللہ جن کا ذکر شروع رسالہ میں کیا گیا انکی حالات دیکھنے سے ظاہر ہے کہ باوجود مفتری علی اللہ ہونیکے ایسے کامیاب ہوئے کہ دنیا میں اُس سے زیادہ کامیابی اور فلاح نہیں ہو سکتی۔ اس سے بالیقین ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے جس فلاح کو ایمانداروں سے مخصوص کیا ہے وہ دنیا کی کامیابی نہیں ہے۔ اب مرزا صاحب کی کامیابی کو دکھا کر اون کی صداقت ثابت کرنا ایسا ہی ہے جیسا فرعون اور صالح وغیرہ کا معتقد اون کی کامیابی دکھا کر اوس کی صداقت ثابت کرے۔

دوسری دلیل۔ بعض انبیاے کرام کی دنیاوی حالت دکھائی گئی اوس سے بھی بخوبی واضح ہوا کہ جس فلاح کی بشارت ایمانداروں سے مخصوص ہے وہ دنیا کی کامیابی نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو اون انبیاؤں کی یہ حالت ہرگز نہ ہوتی جو اس رسالہ میں دکھائی گئی ہے۔

تیسری دلیل۔ تین حدیثیں پیش کی گئیں جن سے پوری تصدیق ہو گئی کہ دنیا ایسی چیز نہیں ہے کہ اوس کی کامیابی کو اللہ تعالےٰ فلاح کہے اس سے اظہر من الشمس ہوا کہ جو فلاح ایمانداروں کے لئے مخصوص ہے اور منکرین اور مفتری اُس سے محروم ہیں وہ عالم آخرت کی فلاح ہے جہاں انسان کے لئے دائمی راحت یا ہمیشہ کی تکلیف ہی یہ بھی حدیث سے ثابت کر دیا گیا کہ بہت سے لوگونکا مطیع ہو جانا بھی صداقت کی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ بعض انبیا ایسے گذرے ہیں کہ اونکا ایک بھی

اُمتی نہیں ہوا اور بعض گے دو ایک ہوئے جو مثل نہ ہونے کے ہے۔ اب اگر مریدوں کی کثرت کو صداقت کا معیار قرار دیا جائے گا تو بہت سے انبیا کی نبوّت سے انکار کرنا ہوگا۔ حضرت نوح علیہ السلام کو ملاحظہ کیجے کہ ابوالانبیا ہیں مگر ساڑھے نوسو برس کی کوشش میں آٹھ دس یا ستر اسّی اون پر ایمان لائے تھے۔

قابل توجہ ہے دیکھا جائے

حضرت سرور انبیا علیہ الصلوۃ والسلام کی اُمت کا زیادہ ہونا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمانا انی اباھی بکم الامم ایک خاص فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اوسے صداقت کا معیار ٹھیرانا جاہلانہ خیال ہے البتہ وہ مدعی نبوّت جسے بہت سے انبیا پر فضیلت کا دعوے ہوا وسکی وجہ سے کوئی جہنمی جنت کا مستحق نہ ہوا اور کروڑوں جنتی جو جنت کے مستحق ہو چکے تھے وہ جہنم کے مستحق ہو جائیں اس کے جھوٹے ہونے میں کوئی عقل سلیم تامل نہیں کرسکتی۔ اب یہاں نہایت غور کے قابل یہ امر ہے کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو حضور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل کہتے ہیں اور جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عام تھی اسی طرح مرزا صاحب اپنی بعثت کو عام کہتے ہیں یعنی اون کا یہ دعوے ہے کہ میں تمام خلق کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ میرے ماننے پر نجات موقوف ہے (رسالہ دعوی نبوّت مرزا ملاحظہ ہو کیا جائے) اور صلیب پرستی کے ستون کو توڑنے کے لئے آیا ہوں۔ مگر آپ کامل غور اور انصاف پسندی سے اس دعوے کو ملحوظ خاطر رکھکر دیکھا جائے کہ مرزا صاحب نے کیا کیا اور اون کے

اعجاز احمدی ص ۷ ملاحظہ ہو ۱۲۔

بعثت کا نتیجہ کیا ہوا۔ ساری دنیا دیکھ چکی کہ غالبًا پچیس برس تک اُنھوں نے بہت کچھ غل مچایا اور اپنی شہرت اور خلق کو اپنی طرف متوجہ کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ اشتہاروں۔ اور رسالوں۔ اور خطوط کی انتہا کردی۔ باینہمہ اون کی ذات سے کوئی جہنم کا مستحق جنتی نہیں ہوا یعنی کوئی ممتاز عیسائی۔ کوئی آریہ کوئی بت پرست کوئی یہود مسلمان نہ ہوا۔ اور تیس ۳۰ چالیس ۴۰ کرور مسلمان جو مردم شماری کے لحاظ سے دنیا میں کہے جاتے ہیں جنھیں مرزا صاحب بھی اپنے اس دعوے کے قبل مسلمان اور جنت کا مستحق کہتے تھے اور متعدد رسالوں میں لکھ چکے تھے کہ کوئی اہل قبلہ کافر نہیں ہے۔ آخر میں اونھیں کی نسبت کہا کہ جس نے مجھے نہیں مانا وہ ویسا ہی کافر ہے جیسا خدا اور رسول کو نہ ماننے والا۔

غرضکہ اون کا آخری قول یہی ہے کہ جنھوں نے مجھے نہیں مانا وہ سب کافر ہو کر جہنم کے مستحق ہوگئے۔

مرزا صاحب کے اقوال دعوی نبوّت مرزا میں نقل ہو چکے ہیں اونکے بیٹے جو اب اون کے دوسرے خلیفہ ہوئے ہیں وہ اپنے رسالہ تشحیذ الاذہان میں تحریر فرماتے ہیں۔ رسالہ مذکور بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء ملاحظہ ہو۔

جب تبت اور سوئزرلینڈ کے باشندے رسول اللہ کے نہ ماننے پر کافر ہیں تو ہندوستان کے باشندے مسیح موعود کو نہ ماننے سے کیونکر مومن ٹھہر سکتے ہیں (الی ان قال) جب جھنڈے کی مخالفت کے باوجود انسان مسلمان کا مسلمان رہتا ہے۔ تو پھر آپ کی بعثت کا فائدہ ہی کیا ہوا۔ (تشحیذ الاذہان ص ۱۱۹)

برادران اسلام ملاحظہ کریں کہ مرزا صاحب کے خلیفہ اوّل اور فرزند ارجمند تمام ہندوستان

بلکہ ساری دنیا کے غیر احمدی مسلمانوں کو کس صراحت سے کافر بتاتے ہیں اور مرزا صاحب کی بعثت کا یہی فائدہ بیان کرتے ہیں کہ دنیا کے غیر احمدی مسلمان مسلمان نہ رہے یعنی مرزا صاحب اسی لئے بھیجے گئے ہیں کہ مسلمانوں سے دنیا کو خالی کر دیں۔

حاصل یہ کہ جنھوں نے نہیں مانا اونھیں تو مرزا صاحب نے جہنم کا مستحق کر دیا اور جنھوں نے مانا وہ تو پہلے سے مسلمان اور جنت کے مستحق تھے خود مرزا صاحب کے قول سے۔ مرزا صاحب کی وجہ سے کوئی نئی بات نہیں ہوئی۔ اس لئے اونکی بعثت کا نتیجہ یہی ہوا کہ بجز معدودے چند مسلمانوں کے سارے دنیا کے مسلمان کافر ہو گئے۔

اور دوسرا نتیجہ یہ ہوا کہ اونکی خاندانی ثروت و عزت جو زمیداری کے جاتی رہنے کی وجہ سے چلی گئی تھی یا اوسمیں بہت کچھ کمی ہوگئی تھی وہ دنیاوی عزت و ثروت انھیں اور اون کے خاص اولاد کو مل گئی بلکہ شہرت اور ثروت اُس سے کچھ زیادہ ہو گئی۔

اب برادران اسلام اس پر غور کریں کہ مرزا صاحب کی وجہ سے مسلمانوں کو اور اسلام کو کس قدر مضرت ہوئی۔ کہ اسلام دنیا سے گویا مفقود ہو گیا۔ اور تینتالیس چالیس کروڑ مسلمان جو جنت کے مستحق تھے وہ جہنمی ہو گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں آپکی ذات مبارک سے غالباً دو لاکھ یا کچھ کم یا بیش مسلمان ہوئے تھے یعنی یہ تعداد جو قطعاً جہنم کے مستحق ہو چکی تھی وہ جنتی ہو گئے اور کوئی جنت کا مستحق جہنمی نہیں ہوا کیونکہ اُس وقت عرب میں تین گروہ تھے۔ یہود۔ نصاریٰ۔ مشرکین۔ ان میں سے کوئی مسلمان نہ تھا۔ کیونکہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انکار سے اور نصاریٰ تثلیث پرستی اور مشرکین

بت پرستی سے کافر تھے غرضکہ آپ کے دعوے کے وقت میں کوئی جنت کا
مستحق نتھا اس لئے جس قدر مشرکین۔ یہود و نصاریٰ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے وہ وہی تھے جو پہلے جہنم کے مستحق ہو چکے
تھے اور ایمان لانے کی وجہ سے جہنم سے علیحدہ ہوکر جنت کے مستحق ہوئے
مرزا صاحب کی حالت اس کے بالکل برعکس ہے یعنی اون کے دعوے کے
وقت میں اون کے اقرار کے بموجب تئیس ۲۳ کروڑ اور واقعی مردم شماری کے
لحاظ سے تین ۳ چالیس ۴۰ کروڑ مسلمان مستحق جنت تھے مرزا صاحب نے انھیں
میں سے بہت تھوڑی جماعت کو علیحدہ کرکے سبکو جہنم میں گویا ڈھکیل دیا کسقدر
حیرت خیز معاملہ ہے کہ ایسے شخص کو خاتم النبیین رحمۃ للعالمین کا ظل مانا
جاتا ہے اور اس پر مزید یہ ہے کہ مرزا صاحب اپنے الہام کے روسے
اپنے آپ کو رحمۃ للعالمین بھی کہتے ہیں یہ عجیب رحمت ہے کہ جس کی
وجہ سے کروڑوں مستحق جنت جہنمی ہوگئے اور جنتی ایک بھی نہ ہوا باایںہمہ
ماننے والے اونھیں رحمت مان رہے ہیں اور باعث نجات جانتے
ہیں۔ دو چار صلیب پرستوں کو بھی مسلمان نہیں بنایا۔ مگر اون کے
ماننے والوں نے مان لیا کہ مرزا صاحب نے صلیب پرستی کا ستون
توڑ دیا۔ مرزا پرستی کا جب یہ اثر ہے تو اون کے سمجھنے اور راہ راست پر
آنے کی کیا امید ہوسکتی ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کو سب قدرت ہے۔
عالم کے واقعات سے تو اظہر من الشمس ہوگیا اور ہو رہا ہے کہ تمام کفار اور
خاص خدا پر افترا کرنے والے اور وحی والہام کے مدعی دنیا میں بہت کچھ
کامیاب رہ چکے ہیں اور اون کے فلاح نہ پانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ
دنیا میں وہ ذلیل ورسوا ہوں گے۔ اب بعض آیات قرآنیہ سے بھی ثابت

کیا جاتا ہے کہ ہر قسم کے مفتری اور مکذب کی سزا کا وقت موت کے بعد ہی اور کامل سزا کا زمانہ عالم آخرت ہے دنیا اوس کا وقت نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ مفتری دنیا میں دست بدست سزا پا لیتا ہے محض غلط ہے واقعات عالم اور نصوص قرانیہ دونوں اسے غلط بتا رہے ہیں۔

پہلی آیت اس آیت کو معہ تفسیر امام نووی اور ترجمہ کے نقل کیا جاتا ہے

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْکَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ اُولٰٓئِکَ یَنَالُھُمْ (فی الدنیا) نَصِیْبُھُمْ مِّنَ الْکِتٰبِ (ای مما کتب لہم فی الارزاق والاعمار) حَتّٰٓی اِذَا جَآءَتْھُمْ رُسُلُنَا۔ (ای ملک الموت واعوانہ) یَتَوَفَّوْنَھُمْ (ای حال کونہم قابضین ارواحہم) قَالُوْٓا (لہم) اَیْنَ مَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قَالُوْا ضَلُّوْا (غابوا) عَنَّا وَشَھِدُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ اَنَّھُمْ کَانُوْا کٰفِرِیْنَ قَالَ (تعالی یوم القیمۃ) اُدْخُلُوْا فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِکُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِی النَّارِ ای ادخلوا فی النار فیما بین الامم الکافرین	اُس سے زیادہ کون ظالم ہے جو خدا پر افترا کرے یا اوسکی نشانیوں کو جھوٹا ٹہراوے۔ ان دونوں گروہ کا حصہ جو روز ازل میں مقرر ہو چکا ہے یا لوح محفوظ میں لکھا جا چکا یعنی اونکی روزی اونکی مقرر کردہ عمر وہ اونھیں دنیا میں ملیگی اور اُس وقت تک ملیگی جس وقت ملک الموت اور اوس کے مددگار اوس کی جان قبض کرنے کو آئیں اور اون سے کہیں کہ اللہ کے سوا جنھیں تم پکارا کرتے تھے وہ کہاں ہیں یہ جواب دیں گے کہ وہ تو ہمسے پوشیدہ ہو گئے اور اپنے کفر کا اقرار کریں گے۔ پھر قیامت کے دن اللہ تعالے انسے فرمایگا کہ تم سے پہلے جو کفار جہنم میں جا چکے ہیں اونھیں کے پاس تم بھی جہنم میں جاؤ۔ تفسیر روح المعانی میں جملہ اولئک

حاشیہ: سلہ اس کلام الہی کے معنی جو امام نووی نے لکھے ہیں وہی علامہ زمخشری نے

ینالھم نصیبھم من الکتاب کے تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

ان مفتریوں اور مکذبوں کے لئے جس قدر رزق انکا مقدر ہوچکا ہے اور انکی عمر کی مدت مقرر ہوچکی ہے وہ انھیں ضرور ملیگی یہ دونوں گروہ اپنے ظلم اور افترا کی وجہ سے اس سے محروم نہ ہیں گے۔	ای مما کتب لھم وقدر من الارزاق والآجال مع ظلمھم وافترائھم لایحرمون ماقدر لھم من ذلک الی انقضاء اجلھم فالکتاب بمعنی المکتوب۔

جنکو اللہ تعالےٰ نے علم کیساتھ عقل وفہم بھی عنایت کی ہے وہ اس آیت سے کئی باتوں کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔

اوّل یہ آیت کسی خاص مفتری یا مکذب کے لئے نہیں ہے بلکہ عام ہی اس آیت کے جملہ مَنْ اَفْتَرٰی میں جو لفظ مَنْ ہے وہ عموم پر دلالت کرتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس میں ہر قسم کے مفتری کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ اور آیت کا ماسبق بھی اس عموم کا شاہد ہے۔

دوم ہر قسم کا افترا کرنیوالا اور اوس کی آیتوں سے انکار کرنے والا ایک ہی مرتبہ اور ایک ہی حکم میں ہے ان دونوں کے لئے نہ دنیا میں کوئی فرق ہے نہ آخرت میں۔

سوم اونکی افترا پردازی اور تکذیب کی وجہ سے دنیا میں ان دونوں گروہوں کے

بیان کئے ہیں اور علامہ طبری نے اسیکو صحیح ٹھہرایا ہے اور تفسیر مجید میں اس کی تائید اس طرح کی ہے والذین یظھرون الذی کتب لھم فی الدنیا من رزق واجل وغیرھا ینالھم فیھا۔ یعنی اس آیت کے ٹھیک اور کھلے معنی یہ ہیں کہ ان کفار کیلئے دنیا میں جو کچھ رزق اور عمر اور عیش و آرام ازل میں مقرر ہوچکا ہے وہ اونھیں ضرور ملیگا اوس میں کمی نہیں ہوسکتی ۱۲	بقیہ حاشیہ

مقدر راحت و آرام اور معینہ رزق اور مقررہ عمر میں کچھ کمی نہیں ہوتی اگر اوس کا رزق بہت وسعت اور ارام و راحت کے ساتھ لکھا گیا ہے وہ اوسے ضرور پہنچیگا اور جس قدر اون کی عمر کے ایام زیادہ یا کم مقرر ہو چکے ہیں اون ایام کو وہ ضرور پورا کریگا اون میں کمی نہیں ہو سکتی - اس مدعا کا ثبوت قران مجید کے الفاظ سے ظاہر ہے مگر میں نے پانچ تفسیروں کے حوالہ بھی دیدئے ہیں جنسے انکا ثبوت ظاہر ہو رہا ہے - اب دیکھا جائے کہ اس آیت سے مرزا صاحب کے کتنے اقوال[1] غلط ہو گئے - اون کا یہ کہنا کہ مفتری دست بدست سزا پالیتا ہے خدا کی آتش غضب اوسے جلد ہلاک کرتی ہے کیسا غلط اور خدا پر افترا ثابت ہوا -

دوسری آیت یہ آیت فیصلہ آسمانی حصہ ۲ کے صفحہ ۵ میں بھی لکھی گئی ہے اُس میں اوس کی تفصیل دیکھنا چاہیے یہاں اس آیت کے خاص مضمون کا ذکر کیا جائیگا -

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَوْ تَرٰى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ	اللہ تعالی فرماتا ہے اُس سے بڑھکر کون ظالم ہے جس نے خدا پر افترا کیا - یا یہ کہا کہ مجھ پر وحی کیگئی حالانکہ اوس پر کچھ وحی نہیں کی گئی - محض جھوٹا دعوی وحی کرتا ہے یا کوئی اپنے کمال کے غرہ پر یہ کہے کہ جیسی باتیں خدا کیطرف سے اس رسول پر اُتری ہیں ایسی ہم بھی اپنی طرف سے اوتار سکتے ہیں یعنی اپنے ذہن اور دماغی قوت سے بیان کر سکتے ہیں

حاشیہ: [1] یہ اقوال مرزا صاحب کے فیصلہ آسمانی کے حصہ ۲ میں نقل کئے گئے ہیں صفحہ ۴۴ سے ۵۴ تک دیکھا جائے ۱۲-

عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ○

(سورہ انعام ۱۱ رکوع ۱۱)

ان تینوں گروہوں کو بڑا ظالم فرما کر ظالموں کی حالت اللہ تعالےٰ بیان فرماتا ہے) اے مخاطب اگر تو ان ظالموں کے حالت کو دیکھے تو نہایت عجب حال ہو کہ موت کی بے ہوشی میں پڑے ہیں (جاں کنی ہو رہی ہے اور فرشتے جان نکالنے کے لئے ہاتھ بڑھا رہے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ اپنی جانیں نکالو (اب تک تو تم نے چین کیا یا جس طرح ہے گذرا) اب تمہارے کئے کا بدلہ تم پر عذاب کیا جائیگا جس کی وجہ سے تم ذلیل اور رسوا ہو گئے۔ یہ عذاب اسوجہ سے ہوگا کہ تم خدا پر افترا کرتے تھے۔ اور جھوٹی بات اوس کی طرف منسوب کرتے تھے"

آیت کا پورا ترجمہ اور مطلب فیصلہ آسمانی میں بیان کیا گیا ہے اوسکا صفحہ ۵ وغیرہ دیکھنا چاہئے۔

یہاں آیت کا مطلب معلوم کرنیکے بعد اس پر نظر کرنا چاہئے کہ اس آیت کے نازل کرنے سے اصل مقصود کیا ہے۔ اس کو فہمیدہ حضرات خوب سمجھ سکتے ہیں کہ اصل مقصود اس آیت میں مفتری علی اللہ کی حالت بیان کرنا ہے۔ وہ حالت یہ ہے کہ ایسا شخص بہت بڑا ظالم ہے اوس سے زیادہ کوئی ظالم نہیں ہو سکتا اور اس ظالم کی سزا کا وقت اس کے مرنے کے بعد ہے اس کی حالت سے ہر ایک مخاطب کو عبرت پکڑنا اور خوف کرنا چاہئے۔ غرضکہ اس آیت میں چار باتوں کا بیان کرنا مقصود ہے۔

ایک یہ کہ مفتری علی اللہ بہت بڑا ظالم ہے۔ دوسرے یہ کہ جانکنی کے وقت اوسے سخت تکلیف ہوتی ہے ظاہر میں کسی کو اوس کا نمونہ معلوم ہو یا نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ موت کے وقت اوسے ایسی تکلیف ہوتی ہے کہ اگر انسان اوس کا معائنہ کرے تو بہت بری اس کی حالت ہو یعنی بہت کچھ اوس کو عبرت ہو اور ممکن ہے کہ ظاہری حالت میں بھی اس کے تنبیہ ہو۔

چوتھے یہ کہ اس کے افترا کی سزا مرنے کے بعد ہے اب اگر کسی مفتری کو دنیا میں بھی کسی قسم کی سزا ملی تو وہ کسی شمار میں نہیں ہے اصل سزا جو دنیاوی سزا سے بہت زیادہ اور نہایت سخت اور ہمیشہ کے لئے ہے وہ مرنیکے بعد ہے اوس کے مقابلہ میں دنیاوی سزا کوئی چیز نہیں ہے۔ اب دیکھنا چاہئے کہ مفتری علی اللہ کی کئی قسمیں ہیں اون سب کا یہی ایک حکم ہے یا کسی قسم کا مفتری اوس سے مستثنیٰ ہے مثلاً کسی حکم کو یا کسی عقیدہ کو اپنے خیال سے تراش کر یا کسی کی تقلید کر کے یہ کہے کہ یہ حکم خدا ہے جیسا کہ تثلیث پرست اور مشرکین کہتے ہیں۔ یا یہ کہ نزول وحی کا دعوے کرے اب اوس وحی کے ذریعہ سے کسی کتاب یا رسالہ کے نازل ہونیکو بیان کرے یا متعدد اور مختلف مضمون کی وحی پیش کرے ان سب کو اللہ تعالیٰ نے مفتری کہا ہے۔

ناظرین آیت کے صریح الفاظ نہایت صفائی سے شہادت دے رہے ہیں کہ اس میں ہر قسم کے مفتری کی حالت کو بیان کیا ہے مفتری کی کوئی قسم اُس سے مستثنیٰ نہیں ہے اور بالخصوص وہ مفتری جو جھوٹی وحی کا دعوے کرے اوسکا ذکر مکرر اور نہایت وضاحت سے بیان ہوا ہے ملاحظہ کیا جائے۔ پہلے۔ ارشاد ہوا۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا جنکو عربی میں متوسط درجہ کا علم ہے وہ بھی جانتے ہیں کہ لفظ مَنْ الفاظ عموم میں ہے جس جملے پر یہ لفظ آئیگا معنی کے اعتبار سے اوس صفت میں جتنے شریک ہوں گے سبکو شامل ہوگا اس لئے مَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا۔ ہر اوس شخص کو کہیں گے جو اللہ پر افترا کرے اب وہ افترا کسی قسم کا ہو اس میں کسی قسم کی تخصیص نہیں ہو سکتی۔ اِس عام

بیان میں وہ مفتری بھی شامل ہے جو وحی الٰہی کا مدعی ہو......
اور کسی رسالہ یا کتاب کے نزول کا جھوٹا دعوے کرے۔ اس کے بعد
اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے اَوْقَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ۔ پہلے
ارشاد ہوا تھا کہ جس نے افترا کیا اوس کے بعد ارشاد ہوا کہ جس نے یہ کہا
کہ مجھپر وحی کی گئی ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ نے اوس پر کوئی وحی نہیں کی
یہ دونوں گروہ بڑے ظالم ہیں۔ یہاں صاحب علم پر یہ بات پوشیدہ نہیں
رہ سکتی کہ جس طرح پہلے جملے میں عموم ہے اور ہر قسم کے مفتری اوس سے
سمجھے جاتے ہیں۔ اسی طرح اس جملہ کا مضمون[۱] بھی عام ہے اور ہر ایسے شخص کا
ذکر ہے جو جھوٹی وحی کا دعوے کرے۔ اب اسمیں وہ کوئی رسالہ یا کتاب
پیش کرے یا چند جملے پیش کر کے کہے کہ یہ مجھپر وحی کیے گئے۔ یہ بھی سمجھ لینا
چاہئے کہ ایسا جھوٹا دعوے کرنا بھی دو طرح سے ہوسکتا ہے۔ ایک یہ کہ
کسی وجہ سے کسی امر کی خواہش میں اوسے غلبہ ہوا اور پختہ خیال ہوگیا۔ کہ
ایسا ہوگا اور اس پختہ خیال کو یہ وحی الٰہی سمجھا۔ دوسرے یہ کہ بغیر ایسے خیال کے
یونہی اپنی بزرگی جتانے کو ایسا دعوے کر دیا۔ مگر یہ دونوں اللہ کے نزدیک
مفتری ہیں۔ بعض کم علم حضرات کو یہاں یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ جب یہ گروہ بھی
مفتری ہے تو پہلے جملہ میں اس کا بیان ہو لیا اوس کے بعد اسے علحدہ
بیان کرنا بیکار ہے اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک اس گروہ کا بیان
بھی پہلے جملہ میں ہوچکا ہے مگر اہل علم اس کو خوب سمجھتے ہیں کہ بعض وقت

حاشیہ

[۱] اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح مَنْ افْتَرٰی آیا ہے اور اس وجہ سے اس
جملہ کا مضمون عام ہوگیا۔ اسی طرح عطف کی وجہ سے قَالَ پر مَنْ آیا اور اس نے
اس جملہ کے مضمون کو عام کر دیا ۱۲

ایسی ضرورت پیش آتی ہے کہ پہلے ایک حکم کو بطور عموم بیان کیا جائے پھر اوسی بات کو کسی خاص گروہ یا خاص شخص کے لئے بیان کیا جائے اس کو تخصیص بعد تعمیم کہتے ہیں اس طرز بیان سے اسکا اظہار منظور ہوتا ہے کہ اس وقت اس گروہ یا اس شخص کی طرف توجہ زیادہ ہے اور خصوصیت کے ساتھ اس کی مذمت یا تعریف مدنظر ہے۔

الحاصل اس آیت میں ایسے جھوٹے کی حالت بیان کرنا زیادہ مدنظر ہے جو وحی کا جھوٹا دعوے کرے۔ اور دعوے کرنے کا کوئی وقت بیان نہیں کیا اور نہ ہوسکتا ہے کیونکہ آیت میں جرم کا بیان ہے وہ جرم افترا کرنا ہے اوس کے بعد اوس کے سزا کا بیان ہے پھر اوس کے لئے وقت کی تعین نہیں ہوسکتی۔ حاکم نے جب کسی جرم کی سزا مقرر کردی وہ سزا جرم کے بعد ہر وقت ہوگی اوس کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ اب اوس جرم کا وقوع جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہو یا آپ کے بعد بارہ تیرہ سو برس کے بعد ہو اس آیت میں سبکا بیان ہے جس طرح روزے اور نماز کا حکم ہے کہ اُس وقت کے اصحاب پر بھی تھا اور اوس کے بعد قیامت تک ہے ایسا ہے جس نیک کام کے لئے وعدہ اور برے کام کے لئے وعید کی گئی ہے وہ اوس وقت کے لئے بھی تھے اور قیامت تک کے انسانوں کے لئے ہے۔ اہل علم اس کا یقین کرتے ہیں جہلا کا ذکر نہیں ہے۔

الغرض ان سب گروہوں کی نسبت وہ وعید بیان کی گئی ہے جسکا ذکر اس کے بعد آیت میں ہے اور جو وقت اوس وعید کا ہے اوسی وقت اوس کا ظہور ہوگا۔ یعنی مرنے کے بعد دنیا میں اوس کا وقت بتانا

محض غلط ہے اس آیت میں جس مفتری کو خاص طور سے بیان کیا ہے یہ
وہی مفتری ہے جس کی نسبت مرزا صاحب کا دعوے ہے کہ وہ دنیا میں
دست بدست سزا پاتا ہے اور یہ غلط اور جھوٹا دعوے بار بار اُنھوں نے
کتب آلٰہیہ کی طرف منسوب کیا ہے۔
اب یہاں یہ بھی معلوم کرنا ضرور ہے کہ قرآن مجید میں اور احادیث
میں اکثر احکام یا وعدہ و وعید کا نزول ظاہر میں کسی خاص سبب سے
ہوا ہے مگر اس سے یہ سمجھنا کہ یہ حکم یا یہ وعدہ یا وعید اسی سبب سے مخصوص
ہے کسی فہمیدہ ذی علم کا کام نہیں ہے بلکہ ہر ایک ذی علم یہی سمجھتا
ہے کہ اس وعید یا وعدہ کے نزول کا سبب اگرچہ کوئی شخص ہوا ہے
مگر یہ وعید یا وعدہ اوس سے مخصوص نہیں ہے بلکہ عام ہے جو شخص
جس وقت اس جرم کو کرے گا وہ اس سزا کا مستحق ہوگا۔ اسی طرح وعدہ
میں جزا کا مستحق ہوگا۔ اب میں اس کی تائید اور تشریح میں بعض تفسیروں کی
عبارت نقل کرتا ہوں جس سے ناواقف حضرات اپنے جہل مرکب پر متنبہ
ہوں۔ تفسیر فتح البیان کی جلد سوم میں پہلی آیت کا اول جملہ لکھا ہے جسکا
ترجمہ یہ ہے۔

ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او قال اوحی الیّ ولم یوح الیہ شیٔ۔ انما ھذا شان الکذابین رؤس الضلال کمسیلمۃ الکذاب (ثم قال) قال اھل العلم وقد دخل فی حکم ھذہ الآیۃ کل من	جس نے خدا پر جھوٹ باندھا یا نزول وحی کا جھوٹا دعوے کیا (پھر اوسکی تفسیر میں لکھتے ہیں) اس میں شبہ نہیں کہ یہ شان اون جھوٹوں کی ہے جو گمراہوں کے سردار ہیں جیسے مسیلمہ کذاب (اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں عام مفتریوں کا ذکر ہے اور مسیلمہ کذاب کو اون کے مثال میں پیش کیا ہے

افترى على الله كذبًا فى ذلك الزمان وبعده لانه لا يمنع خصوص السبب من عموم الحكم صد ۱۹۲

پھر چند سطروں کے بعد لکھتے ہیں کہ اہل علم کہتے ہیں کہ آیت کے اس بیان میں ہر وہ شخص داخل ہے جو خدا پر جھوٹ باندھے اس زمانہ میں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں) یا اسکے بعد۔ کیونکہ سبب کا خاص ہونا حکم کے عام ہونے کو منع نہیں کرتا۔"

مولف القا اس تفسیر کو ملاحظہ کریں اور اپنی غلطی پہ متنبہ ہوں۔

علامہ طبری اپنی تفسیر جامع البیان میں آیت مذکورہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں

فقد دخل فى هذه الاية كل من كان مختلقًا على الله كذبًا وقائلًا فى ذلك الزمان وغيره اوحى الله الىّ وهو فى قيله كاذب لم يوح الله اليه شيئًا فاما التنزيل فانه جايز ان يكون نزل بسبب بعضهم وجايز ان يكون نزل بسبب جميعهم۔

(جلد ۷، صفحہ ۱۶۷)

اس میں شبہ نہیں کہ اس آیت میں ہر وہ شخص داخل ہے جس نے خدا پر جھوٹ باندھا اور وحی الہی کے نزول کا جھوٹا دعویٰ کیا اب یہ دعوے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہو یا دوسرے وقت میں (یعنی اس میں نہ وقت کی تخصیص ہے نہ کسی مدعی کی اس میں پہلی اور دوسری صدی اور چودھویں صدی سب برابر ہیں) اب رہا آیت کے نازل ہونیکا سبب اس میں ہو سکتا ہے کہ نزول کا سبب بعض جھوٹے ہوں۔ مثلاً مسیلمہ کذاب اور یہ بھی ہو سکتا ہے تمام جھوٹوں کے لئے آیت کا نزول ہوا۔ اگرچہ اُس وقت مسیلمہ کذاب وغیرہ جھوٹے بطور اتفاق موجود تھے۔"

علامہ طبری نے نہایت عمدہ فیصلہ کر دیا یعنی یہ فرمایا کہ آیت میں جو حکم جھوٹے مدعی کے لئے بیان ہوا ہے وہ تو ہر طرح عام ہے کسی خاص جھوٹے مدعی

مخصوص نہیں ہے۔ البتہ آیت کے نزول کا سبب خاص بھی ہو سکتا ہے اور عام بھی ہو سکتا ہے اور جنہوں نے اوس کے نزول کا خاص ہی سبب بیان کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اُسوقت مسیلمہ وغیرہ جھوٹے موجود تھے اس لئے اوس وقت بعض حضرات کے خیال میں یہ آیا کہ انہیکی وجہ سے یہ آیت نازل ہوئی۔ غرضکہ یہ کوئی پختہ بات نہیں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونیکا سبب مسیلمہ اور عنسی ہی ہیں بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ چونکہ اللہ تعالےٰ کے علم میں اس قسم کے جھوٹے مدعی ہونے والے تھے اس لئے اوس نے یہ وعید نازل فرمائی البتہ جسوقت یہ وعید نازل ہوئی اوس وقت بعض ایسے جھوٹے موجود تھے۔ اور عقل سلیم جب اس پر غور کرے گی تو اسی کو ترجیح دے گی کیونکہ علم الٰہی میں مسیلمہ کے سوا بہت سے جھوٹے مدعی تھے جن کا ظہور اس وقت تک ہونیوالا تھا اون کی حالت کا بیان ہونا قرآن مجید میں ضرور تھا۔ اس لئے آیت مذکورہ میں اونکا بیان ہوا۔ مسیلمہ کے خصوصیت کی کوئی وجہ نہیں ہے بجز اس کے کہ نزول کے وقت یہ موجود تھا۔ اور اسی وجہ سے بعض نے اوسے نزول کا سبب خیال کیا۔ اور بالفرض اگر نزول کا سبب ہو تو بھی آیت کا حکم اور اوس کی وعید اوس سے مخصوص کسی طرح نہیں ہو سکتی بعض مفسرین نے مسیلمہ کو باعث نزول آیت قرار دیا ہے اور بعض نے اوسے بطور مثال پیش کیا ہے۔ اس سے آیت کے حکم کو اوس سے مخصوص سمجھنا کمال درجہ کی نافہمی ہے۔ مولف القا اس تحقیق میں غور کریں اور اپنی نافہمی اور غلطی پر متاسف ہوں۔ علم اصول فقہ میں یہ مسئلہ مصرح ہے توضیح کا یہ جملہ اہل علم کی زبان پر مشہور ہے۔

العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب لان التمسك انما هو باللفظ وهو عام وخصوص السبب لا ینافی عموم اللفظ ولا یقتضی اقتصارہ علیہ ولانہ قد اشتھر من الصحابۃ ومن بعدھم التمسک بالعمومات الواردۃ فی حوادث واسباب خاصۃ من غیر قصر لھا علی تلک الاسباب فیکون اجماعًا علی اِنَّ اَلعِبرَۃَ لعموم اللفظ۔

(توضیح صفحہ ۱۲۱)

یعنی قرآن وحدیث میں لفظ کے عموم کا اعتبار ہے اگرچہ اوس کے نزول کا سبب خاص ہو (علامہ تفتازانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ لفظ کے عموم کا اعتبار اس لئے ہے) تمسک اور دلیل تو (قرآن وحدیث کے) الفاظ سے ہوتی ہے اور سبب نزول کا خاص ہونا عموم لفظ کے منافی نہیں ہے (ممکن ہے کہ سبب نزول خاص ہو اور کلام الہی کے الفاظ عام ہوں اور اس وجہ سے اوس کلام الہی کا حکم عام ہو) سبب کا خاص ہونا اس کا مقتضی نہیں ہے۔ کہ کلام الہی کا حکم اوس سے خاص کردیا جائے (اور ایسے کلام کے عام رکھنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ (صحابہ اور تابعین وغیرہم سے یہ بات درجہ شہرت کو پہونچ چکی ہے کہ جس کلام الہی کے لفظ عام ہیں اور اوس کے نزول کا سبب خاص ہے اوس سے ان تمام بزرگوں نے عام حکم ثابت کیا ہے خاص اوس سبب پر منحصر نہیں رکھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ اعتبار لفظ کے عموم کا ہے (جیسا کہ مذکورہ آیت میں لفظ من ہے) سبب کے خاص ہونیکا لحاظ نہیں ہے"

اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر کلام الہی میں کسی حکم کو ایسے لفظ سے بیان کیا ہو کہ اوس کے معنی عام ہیں تو بالاتفاق اوس سے عام حکم ثابت ہوگا۔ اگرچہ اوس کے نزول کا سبب خاص ہو۔ یہ دونوں کتابیں کتب درسیہ میں متوسط درجہ کے طالب العلم پڑھتے ہیں۔ پھر کیا مولف القا کے مطالعہ میں

یہ کتابیں نہیں آئیں۔ اگر ان کتابوں پر اونکی نظر نہو تو نور الانوار ہی کو ملاحظہ کریں اسے تو ادنے مرتبہ کے طلبا پڑھتے ہیں اس میں اس مسئلہ کو متعدد جگہ مختلف طور سے بیان کیا ہے اوس کی عبارت لکھنے کی ضرورت نہیں ہے مولوی صاحب نے پڑھا ہے وہ نکالکر دیکھ سکتے ہیں البتہ اگر مرزا صاحب کی بیعت نے تمام علوم کو اور حقانی باتوں کو اون کے سینہ سے محو کردیا ہے تو اوس کا علاج انسانی اختیار سے باہر ہے کیونکہ اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ ارشاد خداوندی ہے۔

الغرض یہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ ان دونوں آیتوں کی وعید تمام مفتریوں کیلئے ہے۔ مفتری کی کوئی قسم اس سے علیحدہ نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ جو وعید ان آیتوں میں بیان ہوئی ہے وہ دنیا کی وعید نہیں ہے بلکہ دوسرے عالم کے لئے ہے جس میں انسان مرنے کے بعد جاتا ہے۔ پہلی آیت سے تو اس کا ثبوت ہولیا اب دوسری آیت کو ملاحظہ کیجئے۔

اللہ تعالے نے پہلے تو افتراپردازونکو بہت بڑا ظالم ٹھیرا کر اجمالی طور سے ہر قسم کے مفتریونکو ڈرایا اوس کے بعد کسی قدر اوس کی تفصیل کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا عام مخاطبین سے ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَوْ تَرٰی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ الظالمون عام اندرج فیہ الیھود والمتنبئۃ وغیرھم۔ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْھِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَکُمْ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْھُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ غَیْرَ الْحَقِّ۔ القول علی اللہ	اگر ان ظالموں کی حالت موت کے وقت تو دیکھے کہ کس سختی سے ان کی جان نکلتی ہے اور عذاب کے فرشتے اونکی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں اور اون کے اظہار عجز کے لئے کہہ رہے ہیں کہ اپنے جانونکو اپنے جسم سے نکالو یا اس عذاب سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اب تمھاری

غیر الحق یشتمل کل نوع من الکفر و یدخل فیہ دخولاً اولیاً من تقدم ذکرہ من المفترین علی اللہ الکذب ۔ (آیت قرآن مجید مع تفسیر بحر محیط جلد ۴)	افترا پردازی اور ہر قسم کے کفریات کی تمھیں سزا دیجائیگی" اب یہاں غور کیا جائے کہ اللہ تعالےٰ نے ان ظالموں کو مفتری کہکر اونھیں بہت بڑا ظالم فرمایا۔ اوس کے بعد اوس ظلم کی سزا وات کا عذاب

قرار دیا اور اوس عذاب کی ابتدا موت کے وقت سے بتائی۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔ الیوم تجزون ۔ یعنی جسوقت فرشتے جان نکال رہے ہیں اوس وقت وہ کہتے ہیں کہ اب تمھارے افترا پردازی کی سزا دی جاے گی۔ یہ ارشاد ایسا ہے کہ دنیا میں کوئی بدمعاش مدت دراز تک پکڑا نجائے اور چین سے بدمعاشی کرتا پھرے اور جب وہ پکڑا جائے اور حاکم کا پیادہ اوس کی مشکیں کسے اور لات جوتا بھی رسید کرے اور یہ کہے کہ بہت بدمعاشی کرتے رہے اب تمھاری خبر لیجاے گی اور پوری سزا کی جائیگی۔ یہ مشکیں کسی جانا اور کسی قدر جوتی اور لات سے اوسکی خبر لینا سزا میں داخل نہیں سمجھا جاتا سزا کا مقام تو جیل ہے اوس میں جانیکے وقت سے اوس کے سزا کی ابتدا ہے اس سے پیشتر جو کچھ اوس کی گت بنائی گئی وہ سزا کی تمہید تھی۔ مجرم انسان کے جان نکالنے کے لئے فرشتوں کا آنا اور اوسکی روح کو نکالنا ایسا ہے جیساکہ دنیوی مجرم کی مشکیں کسی گئیں۔ قرآن مجید کے اس جملہ نے یقینی طور سے ثابت کردیا کہ مفتریکے سزا کا وقت مرنیکے بعد ہے اور جان کنی کے وقت جو کچھ تکلیف ہے وہ اوس کی تمہید ہے۔ جس طرح بدمعاشونکو جیل میں جانے کے پہلے کچھ مارپیٹ ہو جاتی ہے۔ اس آیت میں مفتری کے دنیاوی گذران کا کچھ ذکر نہیں ہے مگر اس وقت اس آیت کو پہلی آیت سے ملاکر دیکھا جائے تو یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کیونکہ اوس آیت میں

انھیں مفتری علی اللہ کی نسبت ارشاد ہے۔ کہ

اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيبُهُم مِّنَ الْكِتَابِ حَتّٰٓى إِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ	ان مفتریوں کا مقدرہ رزق وغیرہ انھیں پہنچتا رہیگا یہاں تک کہ ان کی جان لینے کے لیے

ہمارے رسول یعنی ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے پہنچیں"

اور جب دنیا کے تاریخی واقعات پر نظر کی جاتی ہے تو مسلمان اور غیر مسلمان سب ہی کو اس کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ عالم دنیا مفتری کے سزا کا مقام نہیں ہے اور نہ اونکی گرفت کے لئے کوئی میعاد مقرر ہے۔

حاصل کلام

یہ ہے کہ مفتریوں اور صادقوں کے واقعات اور قرآن مجید کی متعدد آیات سے یہ ثابت ہوگیا کہ مسلمانوں کے لئے جو کامیابی اور فلاح کی بشارت دی گئی اور مفتریوں اور کافروں کے لئے ناکامی اور عدم فلاح کی وعید سنائی گئی ان دونوں کا وقت مرنے کے بعد ہے۔ اب اگر کسی صادق کو دنیا میں کچھ کامیابی اور خوش حالی ہو۔ اور کسی کافر کو کیسی ہی بدحالی ہو تو اوس جزا اور سزا کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہے جو اپنے وقت اور موقع پر اونھیں ملنے والی ہے اسلئے وہ کسی شمار میں نہیں ہو سکتی۔ اب اس کے خلاف جو دعوے کرتا ہے اور قرآن مجید کی کسی آیت سے اوسکا ثبوت بتاتا ہے وہ محض جاہل اور قرآن مجید سے بالکل بے بہرہ ہے یا کلام الٰہی میں وہ سخت عیب لگانا چاہتا ہے یعنی درپردہ یہ کہنا ہے کہ قرآن مجید میں ایسے مضامین بھی ہیں جو واقعات کے خلاف ہیں اور اوس کی باتوں میں باہم تعارض اور تخالف ہے (نعوذباللہ من ھذ القول)۔

الحمد للہ اس رسالہ کے مضامین محققانہ سے حصہ ۲ فیصلہ آسمانی کے دوسری دلیل کے اصل مدعا کی پوری تحقیق و تشریح ہو گئی اور کسی بیہودہ گو کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہ ہوئی۔ اور آیت لو تقول علینا بعض الاقوال۔ کے معنی جو مرزا صاحب نے اور مریدین نے بیان کئے ہیں اونکی غلطی بھی اظہر من الشمس ہو گئی مگر سمجھنے اور ماننے کے لئے سمجھ اور حق پسندی درکار ہے۔

واللہ الموفق والمعین۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

دردمندان اسلام سے التماس

میں نہایت دردمندی سے کہتا ہوں کہ یہ وقت نہایت نازک ہے ہمارے مقدس مذہب اسلام کے مٹانیوالے ہمارے ایمان کے تباہ کرنیوالے بہت ہوگئے ہیں ہمیں آپکو چاہیے کہ علمائے کاملین کی صحبت کا شرف حاصل کریں اور ان کتابوں کو دیکھیں جو گمراہی سے بچانیکے لئے قدیم عیسائی اور جدید مسیحی حضرات کے جواب میں لکھی گئی ہیں میں یہ بھی کہونگا کہ صرف اپنے دیکھنے اور پڑھنے پر قناعت نفرمائیں بلکہ اپنے احباب کو اسطرف متوجہ کریں تاکہ ان دونوں گروہوں کے فتنہ سے بچیں اُن کتابوں میں سے بعض یہ ہیں۔

نمبر شمار	نام کتاب معہ قیمت	
١	پیغام محمدی صفحہ ٣٢٨ قیمت عمہ	اس میں مسئلہ تثلیث نصاریٰ کو غلط ثابت کرکے تعلیم اسلام کی خوبی کو دکھایا ہے اور پادریوں کو نہایت مسکت جواب دیا ہے۔
٢	دفع التلبیسات صفحہ ١٤٤ قیمت ٨ر	اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے آپکی نبوت ثابت کی ہے اور محققین علمائے مسیحیہ کے اقوال آپ کی مدح میں نقل کئے ہیں۔
٣	فیصلہ آسمانی تین حصہ معہ تتمہ	اس میں چودھویں صدی کے فتنہ کو دکھایا ہے اور مرزا غلام احمد صاحب کے دعوی کا غلط ہونا اظہر من الشمس کیا ہے اس کے تین حصے ہیں ہر ایک لائق دید ہے مگر تیسرے حصہ کی تحقیقات نہایت ہی قابل قدر ہیں قیمت حصہ اوّل ٣ر حصہ دوم ٥ر حصہ سوم ٦ر ہرسہ حصہ ١٤ر
	شہادت آسمانی قیمت ٢ر	اس میں نہایت محققانہ طور سے ثابت کیا ہے کہ ١٣١٢ھ میں جو چاند سورج گہن ماہ رمضان شریف میں ہوا یہ مہدی موعود کی علامت نہیں ہے۔
	حقیقۃ المسیح قیمت ٤ر	ان میں نہایت محققانہ طور سے دکھایا گیا ہے کہ صحیح حدیثوں میں جو علامتیں مسیح موعود کی بیان کی گئی ہیں مرزا غلام احمد صاحب میں ہرگز نہیں پائی گئیں بلکہ ان علامتوں کے خلاف ان کے وقت میں آفاتیں آئیں۔

ان کے سوا اور بھی کتابیں چھوٹی چھوٹی ہیں جن سے مذہب قادیانی کی حالت معلوم ہوتی ہے مسلمانوں کو ضرور ہے کہ ان کتابوں کو دیکھیں تاکہ اس جدید فتنہ کے اثر سے محفوظ رہیں

ان کتابوں کے ملنے کا پتہ۔ حاجی لیاقت حسین مونگیر محلہ منصور پور

ہمدردان اسلام کیواسطے حفاظت ایمان کا بیش بہا ذخیرہ

اس خطرناک زمانہ میں ہمارے مقدس مذہب اسلام پر ہر چہار طرف سے اعدائے دین کے حملے ہو رہے ہیں اور ہر ایک دشمن اسلام اس پاک مذہب کے تباہ و برباد کرنے میں ہمہ تن سرگرم اور کوشاں ہے، اس پر آشوب حالت میں دشمنان اسلام کے ناپاک حملوں سے محفوظ رہنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ علمائے ربانی اور برگزیدہ حضرات کے تصنیفات کو غور سے پڑھنا اور اُن کی اشاعت کرنا ہر بہی خواہ اسلام اپنا فرض خیال کرے، اسی مقصد کیلئے ذیل میں بعض رسائل کے نام لکھے جاتے ہیں اہل اسلام سے امید ہے کہ انکو خود مطالعہ کریں، اور ان کی اشاعت کی کوشش کریں، اور سو شہیدوں کا ثواب حاصل کریں،

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت	کیفیت
۱	دعوت حقہ	عہ/	اس میں نہایت ہی پختہ وجوہ سے اسلام کی حقانیت اور اسکی تعلیم کی عمدگی کو نہایت وضاحت و خوبی سے ثابت کیا ہے اور مذہب عیسوی کا غلط ہونا دکھایا ہے
۲	دفع التلبیسات	۸/	اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے آپکی نبوت و صداقت کو ثابت کیا ہے اور مذہب عیسوی کی بنیاد کو اُکھیڑا ہے،
۳	دفع اعتراض	۶/	اس میں پادری عماد الدین کے سوالوں کا نہایت معقول جواب ہے آخر میں نہایت ہی زوردار تقریر سے حضرت سرور انبیاؐ کی نبوت ثابت کی ہے
۴	فیصلہ آسمانی حصہ اول	۸/	اس میں مرزا صاحب کے نہایت عظیم الشان نشان کو غلط ثابت کر کے اور اُن کی واقعی حالت کو دکھا کر نہایت خوبی سے انکا کاذب ہونا ثابت کیا ہے، اور مرزائیوں کے جواب کی غلطی نہایت عمدگی سے دکھائی ہے، تیسری بار اضافہ کے ساتھ چھپا ہے، جو مقابلہ میں ہر کوئی مرزائی جواب نہیں دے سکا، اور نہ دے سکتا ہے،

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت	کیفیت
۵	فیصلہ آسمانی حصہ دوم	۵/	اس میں مرزا صاحب کے پختہ اقرار دل سے انھیں کاذب ثابت کیا ہے اور انکی عظیم الشان دلیل کا بطلان نہایت محققانہ طور سے کیا ہے نظر ثانی کے بعد دوبارہ مطبع رحمانیہ مونگیر میں چھپا ہے،
۶	فیصلہ آسمانی حصہ سوم	۱۲/	اس میں نہایت محققانہ طریقہ سے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے مرزا صاحب کا کاذب ہونا ثابت کیا ہے اور رسالہ اعجاز احمدی اور اعجاز المسیح کی حالت دکھا کر اُن کا مخالف اسلام ہونا ثابت کیا ہے وعدہ و وعید کی بحث قابل دید ہے بعد نظر ثانی و اضافہ بار دوم الحر میں چھپا ہے
۷	دوسری شہادت آسمانی	۶/	اس میں نہایت وضاحت سے ثابت کیا ہے کہ سنہ ۱۳۱۲ھ میں جو گہنوں کا اجتماع رمضان میں ہوا یہ امام مہدی کا نشان ہرگز نہیں تھا، اس بیان میں مرزا صاحب کے جھوٹ و فریب بھی دکھائے ہیں،
۸	ابطال اعجاز مرزا حصہ اول	۴/	اس میں مرزا صاحب کے اُن رسالوں کی پوری اور واقعی حالت روشن کر کے دکھائی گئی ہے اور بیندرہ دلیلوں سے اُن کے اعجاز کے دعوے کو باطل کر کے مرزا صاحب کو جھوٹا ثابت کیا ہے،
۹	جواب حقانی ملقب بہ آئینۂ صداقت	۴/	اس میں اسرار نہانی کے جواب میں بزرگان دین کے اقوال نقل کئے ہیں اُسکی نہایت غیر مہذب تحریر کا جواب نہایت تہذیب و شائستگی سے دیا ہے
۱۰	چشمۂ ہدایت یعنی مسیح قادیان کی اقراری ڈگریاں	۴/	اس میں مرزا کا جھوٹا ہونا اُن کے پختہ اقرار سے روشن کر کے دکھا دیا گیا ہے، قابل دید رسالہ ہے،
۱۱	ابطال اعجاز مرزا حصہ دوم	۸/	اس میں مرزا کے قصیدہ اعجازیہ کی بیشمار غلطیاں ہر قسم کی صرفی و نحوی دکھائی ہیں جس سے اُس کے اعجاز کی حالت معلوم ہو سکتی ہے اور مرزا کا جھوٹا ہونا ثابت کیا ہے

ان کے علاوہ اور بھی نہایت مفید رسائل ہیں جنکی فہرست عند الطلب روانہ کی جائیگی